UNIVERSAL
LIBRARY

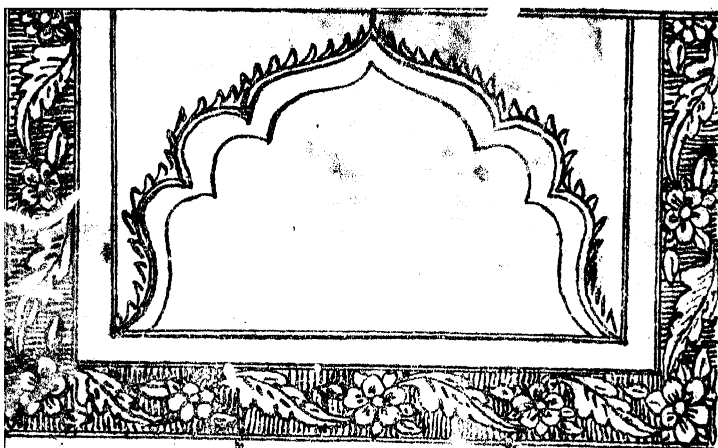
الذین آمنوا اشد حبا للہ

نذر ارادت نیاز سراپا سوز و گداز موالی القاب جناب نواب مولوی مہدی علی خان بہادر المخاطب نواب منیر نواز جنگ محسن الدولہ و محسن الملک بہادر

کتاب المحبۃ والشوق

از گفتۂ والا فرزانۂ روشن گہر فقیہ متبحر جناب مولوی محمد مجیب اللہ صاحب لکھنوی

در مطبع عزیز دکن باہتمام محمد رفیع الدین طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین
بعد حمد وصلوۃ کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اصحاب ذوق اور ارباب شوق
کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کتاب احیاء العلوم جسکی تعریف نہین ہو سکتی اکثر میرے مطالعہ مین
رہا کرتی اور کبھی کبھی وقت فرصت مین اُسکے بعض مضامین کو اُردو مین لکھا کرتا اور مثنوی
مولانای معنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکایات و اشعار موقع مناسب پر ملا دیا کرتا ان دنون مین بعض
احباب نے فرمایش کی کہ احیاء العلوم کی کتاب المحبت مین سے عمدہ عمدہ مضامین منتخب کر کے بطور
ایک رسالہ کے اُردو مین لکھ دو اور جابجا اشعار اور حکایات مثنوی کی بھی ملا دو چنانچہ مین نے
اسیطرح پر اُس کتاب کو ختم کر دیا اگرچہ یہ کتاب بلفظہ ترجمہ اُس کا نہین ہے بلکہ کہین مضمون اُس کا کم
ہو گیا ہے اور کہین اور کتابون کا مضمون بڑھ گیا ہے مگر تب بھی اکثر مضامین اُسی کتاب کی ہین
اللہ جلشانہ مجھکو اور میرے دوستون اور جملہ مومنین کو اسکے دیکھنے سے فائدہ پہنچاوے آمین *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا اُسی خدا کو زیبا ہے جو اپنے دوستون کے دلون کو پاک کر دیتا ہے کہ وہ دنیا کی خوبی اور طراوت
پر نظر نہین کرتے اور اُنکے باطنون کو صاف کر دیتا ہے کہ سوا اُسکے کسی طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے
پھر اُنکو خالص کر لیتا ہی کہ اُسی کے بساط قربت پر بیٹھے رہتے ہین پھر اُنپر اپنی اسما و صفات کی تجلی چمکاتا ہے
کہ وہ انوار معرفت سے روشن ہو جاتے ہین پھر اُنکو اپنا جمال بے پردہ دکھلاتا ہے کہ آتش محبت مین جل
جاتے ہین پھر اُنپر اپنی جلال کا حجاب کر دیتا ہی کہ جس سے صحراے عظمت و کبریا مین بھٹکتے پھرتے ہین پھر جب اُسکے
جلال کو ملاحظہ کر کے کچھ حظ اُٹھاتے ہین تو اُنکو دہشت سے بیہوش کر دیتا ہی کہ عقل و بصیرت سے بیخبر ہو
جاتے ہین اگر ناامید ہو کر لوٹنے کا قصد کرتے ہین تو لوٹنے نہین دیتا اور خطاب کرتا ہی کہ کیون اپنی جہالت اور
عجلت سے مایوس ہو کر پھرے جاتے ہو صبر کرو اور جلدی نہ مچاؤ پس نہ پھر سکتے ہین نہ پہونچ سکتے ہین نہ دور رہ سکتے
ہین نہ نزدیک جا سکتے ہین حیران ہو کر دریاے معرفت مین غرق ہو جاتے ہین اور رحمت کاملہ نازل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جنکی ذات پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اُنکے آل و اصحاب پر جنکو خلق کی سیادت اور امامت کا عہدہ عنایت ہوا
بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہئے کہ اللہ جلشانہ کی محبت وہ مقام ہے جسپر تمام مقامات کا خاتمہ ہے اور یہ وہ
درجہ ہے جسپر تمام درجات کی انتہا ہے بعد سمجھنے معنی محبت کے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مقام پہلے محبت کے
نہین ہے مگر ایک مقدمہ اُسی کے مقامات سے ہی مثل توبہ اور زہد اور صبر وغیرہ کے اور کوئی درجہ بعد محبت
کے نہین ہے مگر وہ ایک ثمرہ اور ایک نتیجہ اُسی کے ثمرات اور نتائج سے ہے مثل شوق اور اُنس اور
رضا وغیرہ کے اور کوئی مقام کیسا ہے عزیز الوجود کیون نہو ایسا نہین ہے کہ جسکے امکان پر

کسیکو ایمان نہ ہووے مگر محبت اللہ جلشانہ کی عجب مقام ہے کہ اُس کے اِمکان پر ایمان لانیوالے
بھی کم ہین یہان تک کہ بعضے علما اُس کے امکان سے اِنکار کرتے اور کہتے ہین کہ اللہ جلشانہ کی محبت
کے سوا اس کے اور کچھ معنی نہین ہین کہ ہمیشہ اُس کی اطاعت کی جاوے کیونکہ محبت کے لئے ضرور
ہے کہ محبوب اُسی جنس اور اُسی کے مثل ہووے اور جب کہ وہ علما محبت سے اِنکار کرتے
ہین تو اُنس اور شوق اور لذت مناجات اور تمام لوازم محبت سے بھی انکار کرتے ہین پس
ضرور ہے کہ اِس امر سے حجاب دور کیا جاوے اور حقیقت محبت کی بیان کی جاوے اِس لئے
ہم اِس کتاب مین اول تو محبت کے باب مین شریعت کی شہادت لاوینگے پھر اُس کی حقیقت
اور اسباب کو بیان کرینگے پھر اِس امر کو لکھینگے کہ سوا اللہ جلشانہ کے اور کوئی استحقاق
محبت کا نہین رکھتا پھر اِسکو بیان کرینگے کہ سب سے بڑھکر لذت دیدار کی ہے پھر بیان کرینگے
کہ دیدار آخرت مین موقوف ہے اِسپر کہ دنیا مین اُس کی معرفت حاصل ہووے پھر بیان اِن باتون
کا کرینگے کہ وہ کون سے سبب ہین کہ جن سے محبت اللہ جلشانہ کی بڑھے پھر اُسکو بیان کرینگے
کہ کیا سبب ہے کہ انسان محبت مین باہم تفاوت رکھتے ہین پھر بیان کرینگے کہ کیا سبب
ہے کہ سمجھ لوگون کی اُس کے معرفت سے قاصر ہے پھر معنے شوق کے بیان کرینگے پھر بیان
کرینگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے محبت رکھتا ہے پھر بیان کرینگے کہ محبت کی علامتین کیا ہین جس سے
معلوم ہو کہ بندہ اپنے خدا کو چاہتا ہے پھر معنی اُنس کے بیان کرینگے پھر اِسمین جو دل کو کشادگی ہوتی ہے
اُس کو لکھینگے پھر رضا کے معنی اور اُسکی فضیلت اور حقیقت بیان کرینگے پھر اِس کو بیان کرینگے کہ دعا اور گناہ
سے محبت جاتی نہین رہتی پھر کچھ حکایتین اور باتین عاشقون کی نقل کرینگے پس تفصیل اِس کتاب مین *

بیان شریعت کے گواہوں کا ثبوت میں محبت میں بندہ کے ساتھ خدائے عزوجل کی

اس کو جاننا چاہئے کہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ہے پس اگر محبت کا وجود نہ ہوتا تو فرضیت اُسکی کس طرح ہوتی اور محبت کے معنے طاعت کے نہیں ہیں اس لیے کہ طاعت نتیجہ اور ثمرہ محبت کا ہے اور محبت کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ خود اللہ جلشانہ فرماتا ہے یحبہم و یحبونہ کہ اللہ جلشانہ اُن سے محبت رکھتا ہے اور وے اُس سے محبت رکھتے ہیں دوسرا قول اللہ عزوجل کا یہ ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ کہ ایمان والے سب سے بڑھکر اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو اس آیہ سے محبت اور تفاوت محبت کا ثبوت ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند حدیث میں اللہ جلشانہ کی محبت کو ایمان کے شرط میں بیان فرمایا ہے چنانچہ ابو رزین عقیلی نے حضرت سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے سب سے بڑھکر محبت رکھے اور دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایمان نہیں لاتا جب تک کہ اللہ اور اُس کا رسول سب سے زیادہ اُس کے محبوب نہ ہوں اور ایک حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایمان نہیں لاتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے اہل و عیال اور دولت و مال اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور کیونکر نہ ہو خود اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگر تمھارے باپ اور

بیٹے اور بھائی اور مال اور دولت اور تجارت زیادہ محبوب ہونگے بہ نسبت اللہ اور اُس کے رسول کے تو تم اُس کے حکم کے منتظر رہو اور اُس کو محل تہدید و انکار میں ارشاد فرمایا ہے اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھو چنانچہ فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ سے محبت رکھو کیونکہ وہ ہر روز تم کو نعمتیں پہنچاتا ہے اور مجھسے محبت رکھو اس لئے کہ اللہ مجھسے محبت رکھتا ہے جاننا چاہئے کہ ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ محبت اور اطاعت میں فرق ہے طاعت صرف ثمرہ محبت اور نتیجہ محبت ہے نہ اصل حقیقت محبت پس جو لوگ محبت کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں وہ بادہ محبت کے مزہ سے بیخبر ہیں اور ہرچند مرد عاقل اس سخن آشنا سے دیوانہ ہے اور افسون محبت اُس کے نزدیک افسانہ لیکن

دل تشنہ را سد کہ چیست بہر عشق　　　عقل را زہرہ بصارت نیست

پروانہ کو خبر ہے کہ تلخی دود شمع میں کیا حلاوت ہے اور دیوانہ کو معلوم ہے کہ زنجیر کی جھنکار میں کیا کیفیت ہے **قطعہ**

تو نازنین جہانی و ناز پرورده　　　ترا ز سوز درون نیاز ما چہ خبر

چو دل بمہر نگاری نہ بستۂ اے مہ　　　ترا ز حالت عشاق بینوا چہ خبر

روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ یا حضرت میں آپ کو چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر ہم کو چاہتے ہو تو فقر پر مستعد رہو پھر اُس نے کہا کہ میں اللہ جل شانہ کو چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کو چاہتے ہو تو بلا کے تحمل پر آمادہ

رہو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مصعب ابن عمیر کو دیکھا کہ وہ چلے جاتے ہیں اور ایک بکری کے کھال کا کمربند کرتے
باندھے ہوئے ہیں کہ اُن کو دیکھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اس شخص کو
کس طرح پر اللہ نے اُس کے دل کو روشن کیا ہے ہم نے دیکھا تھا کہ اُس کے والدین
کسطرح پر اُسکی پرورش کرتے تھے عمدہ عمدہ غذائین اُسکو دیتے تھے اب اللہ اور اُسکے
رسول کی محبت نے اُس کا یہہ حال کر دیا ہے جو کہ تم دیکھ رہے ہو ان احادیث سے ثابت
ہوا کہ محبت اللہ جلشانہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسی کو ہوگی جو کہ فقر اور بلا
پر مستعد رہیگا اور فقر کو فخر سمجھیگا اور بلا اور مصیبت پر شکر کریگا اس لئے کہ عاشق کو صرف
یہہ کافی ہے کہ معشوق کے سوا کسی طرف التفات نہ کرے اُسکی محبت سے کام رکھے
اگر وہ لطف کر کے اپنے پاس بلاوے تو اُس کی مہربانی ہے اور اگر یہ قہر اُسکو دور کرے تو
اُسکی مرضی ہے بلکہ ہزار مرتبہ معشوق اُسکو نکالے وہ اُس کا کوچہ نہ چھوڑے اور ہزار طرح
اپنا دامن چھوڑا دے وہ اُس کا دامن ہاتھ سے نہ دے اگر چلے تو اُسی کی طرف اگر
بھاگے تو اُسی کی جانب کسی طرح پر طلب نہ چھوڑے کما قیل

دست از طلب ندارم تا کام من برآید ۔ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید
جان بر لب است و در دل حسرت کہ از لبانش ۔ نگرفت ہیچ کامی جان از بدن برآید

ہزار معشوق اُن کا اُن سے منہہ چھپاوے وہ اُسکی دیدار کی خواہش نہ چھوڑین اور جب تک وہ
اپنا جمال نہ دکھلاوے اُسکے کوچہ سے نہ ہٹین ہر وقت زبان حال سے یہی پکارتے رہین

بنمای رُخ کہ خلقی والہ شوند و حیران بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

بلکہ جو عاشق صادق ہین وہ قہر مین زیادہ لُطف پاتے ہین اور فقر اور بلا پر زیادہ شکر کرتے ہین چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ جس روز فقر و بلا سے فارغ رہتے تو کہتے کہ الٰہی تو نے آج نان دی مگر نان خورش کہان ہے یعنے کیا خفگی ہے کہ آج کوئی مصیبت نہین دی اسلیے مصیبت تو عاشقون کے حصہ مین ہے

زاہدان را جنۃ الفردوس باید منزلگاہ عاشقان را لذت اندر قعر زندانست و بس

لطف او را عام و خاص و نیک و بد یابندہ اند قہر او را پیش رفتن کار خاصانست و بس

عاشق وہی ہے کہ اگر ایک لمحہ مین محبوب اُس کا اُسکو ہزار بار دار پر کھینچے اور اپنے آپ کو اُس سے بیزار رہنا دے تب بھی وہ دوستی ثابت قدم رہے اور اگر ہزار مرتبہ جسم اُسکا پارہ پارہ کرے تب بھی وہ کچھ الم نہ پاوے اور اگر اُس کو درکات دوزخ مین ڈالدے تب بھی وہ کچھ پرواہ نہ کرے جیسا کہ حضرت ادریس علیٰ نبینا و علیہ التحیۃ والثنا فرماتے کہ لوگان بینی و بینک بحر من نار لخضت فیہا شوقا الیک کہ الٰہی اگر میرے اور تیرے بیچ مین ایک آگ کا دریا حایل ہوتا تو تیرے شوق مین اُس مین کود پڑتا اور اُس سے نہ نکل جاتا۔

حکایت

لکھا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا کہ وہ دریاے محبت مین ڈوبا ہوا اور آتش عشق مین جلا ہوا تھا خداوند عالم نے اُس کی محبت دکھلانیکو اُسکا امتحان لیا اور اُس وقت کے نبی کو حکم دیا کہ اُس شخص سے کہدو کہ تیرے واسطے جہنم مین جگہ ہے تو کیون اسقدر

عبادت کرتا ہے نبی نے اُس سے جاکر کہا وہ نہایت خوشی سے وجد مین آیا اور کہا کہ الحمد للہ پیام دلدار کا تو لائے اب تک تو ہم جانتے تھے کہ ہمارا اُس محفل مین کچھ ذکر بھی نہین ہے اب معلوم ہوا کہ جہنم مین ہمارے واسطے جگہہ تجویز کی گئی ہے اِس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہوگی تب اُس نبی کو الہام ہوا کہ تم نے ہمارے عاشقون کو دیکھا ہماری محبت نے کسطرح پر اُن کو بیخبر کر رکھا ہے کہ ہماری رضا پر راضی اور ہماری قضا پر شاکر ہین مولانای معنوی اپنی مثنوی مین لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ اللہ جلشانہ سے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی کہ الہی وہ خصلت کیا ہے جس سے مجھے تیری محبت زیادہ ہو جواب ہوا کہ اے موسی میرے سوا کسی طرف التفات نہ کر میرے تہر کو دوسرے کے محبت سے بہتر جان اور بلا اور مصیبت مین بھی میرا دامن نہ چھوڑ اے موسی تو آخر ہوشیار اور جوان اور عقل سے کیون میرا دامن چھوڑیگا جب کہ تو جانتا ہے کہ مجھکو تجھہ سے محبت ہے خیال کر کہ بچہ اپنی مان کا دامن کب چھوڑتا ہے مان اُس کو مارتی جاتی ہے وہ اُسی کے بدن سے چپٹا جاتا ہے وہ ہٹاتی جاتی ہے وہ اُسکا دامن پکڑتا ہے کما قیل۔

گفت چون طفلی بہ پیش والدہ	وقت قہرش دست ہم در وی زدہ
خود نداند کہ جز او دیار ہست	ہم ازو مخمور و ہم ازو ست مست
مادرش گر سیلئی بر وی زند	ہم بہ مادر آید و بر وی تند
از کسی یاری نخواہد غیر او	زو ست جملہ شر او و خیر او
خاطر تو ہم زما در خیر و شر	التفاتی نیست جا ہای دیگر

اور خبر مشہور مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے وقت نزع کے
فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کو مارتا ہو اُس وقت اللہ جل شانہ
نے وحی کی کہ تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ دوست کے ملنے سے نفرت کرتا ہو تب
حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے ملک الموت اب اپنا کام کرو لیکن یہہ رتبہ اُسی شخص کا ہے
جو کہ دل و جان سے اللہ جل شانہ کو چاہتا ہے اور جب کہ وہ جانیگا کہ موت سے میرا محبوب
ملیگا تو اُس کے لئے دل اُس کا بیقرار ہوگا اور سوائے موت کے کچھ اچھا معلوم نہ ہوگا اور
اسی واسطے اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کہ اے یہود اگر تم سچے ہو
کہ تم خدائے جل شانہ کو چاہتے ہو تو موت کی خواہش کرو اس لئے کہ یہہ ذریعہ ہماری

وصال کا ہے مولانا فرماتے ہین

چون تمنوا موت گفت ای صادقین	صادقم جانرا برافشانم برین
مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا	چون قفس هشتن پریدن مرغ را
جانهای بسته اندر آب و گل	چون رهند از آب و گلها شاددل
در هوای عشق حق رقصان شوند	همچو قرص بدر بی نقصان شوند
ای حریفان من از آنها نیستم	کز خیالاتی درین ره ایستم
مردن این ساعت مرا شیرین بدا	بل هم احیاء پی من آمداست
اقتلونی یا ثقاتی لائما	ان فی قتلی حیاتی دائما

اور حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الہی مجھہ کو اپنی محبت عطا کر اور

محبت اُس کی جو مجھے چاہتا ہے اور محبت اُس شے کی جو تیرے محبت سے مجھے نزدیک کرے اور اپنی محبت کو مجھے آب سرد سے زیادہ محبوب کر ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا حضرت قیامت کب ہوگی آپ نے پوچھا کہ تو نے اُس کے واسطے کیا سامان جمع کیا ہے اُس نے کہا کہ میں نے نماز میں نے روزہ کثرت سے جمع کیا ہے ہاں میں اللہ جلشانہ اور اُس کے رسول کی محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ جو جس کو چاہیگا وہ اُسی کے ساتھ رہیگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بعد اسلام کے مسلمان کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جتنے کہ اس بات سے خوش ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ جلشانہ کے خالص محبت کا مزہ چکھا وہ دنیا کی طلب نکریگا اور سب آدمیوں سے وحشت کرنے لگیگا سچ ہے **بیت**

خواب راحت شد از ان دیدہ کہ بیدن دانست   رفت آسایش ازان دل کہ طپیدن آموخت

اور عاشق صادق کی علامت یہی ہے کہ اُس کے نظر میں محبوب کے سوا کوئی نہ سماوے اور سب سے اُس کو تعلق چھوٹ جاوے اور کوئی خواہش اُس کے دل میں نہ رہے مراد و مطلوب اُس کا صرف محبوب ہو پس اسی واسطے جو عاشق خدا کا ہوگا اُس کو دنیا سے کچھ علاقہ نرہیگا طالب مولی طالب دنیا نہ ہوگا جیسا کہ مولانا معنوی مجنون کے حال میں ایک حکایت لکھتے ہیں وہ لیلی کے طلب میں اُنٹنی پر سوار ہو کر چلا اُنٹنی بچہ کے محبت سے پیچھے پھر پھر آتی اور مجنوں کو منزل لیلی تک نہ پہنچاتی آخر اُس نے ناقہ کو چھوڑا اور کوچہ محبوب میں پہنچا۔

بود مجنون را یکی رو ناقه — در پی بچه بسی مر او را فاقه

جای دیگر بود لیلی را نکو — شد سوار ناقه مجنون سوی او

ناقه را می‌راند مجنون هر زمان — بچه از ناقه بماندش ناگهان

میل مجنون جانب لیلی کشان — میل ناقه جانب طفلش دوان

یک دم ار مجنون ز خود غافل شدی — ناقه گردیدی و واپس آمدی

عشق و سودا چونکه پر بودش بدن — می نبودش چاره از بیخود شدن

آنکه او باشد مراقب عقل بود — عقل را خود عشق لیلی در ربود

لیک ناقه بس مراقب بود و چست — چونکه او دیدی مهار خویش سست

فهم کردی زو که غافل گشت و دنگ — رو سپس کردی به بچه بی درنگ

چون به خود باز آمدی دیدی ز جا — کو سپس رفتست بس فرسنگها

در سه روزه ره بدین احوالها — ماند مجنون در تردد سالها

گفت ای ناقه چو هر دو عاشقیم — ما دو ضد بس همره نالایقیم

نیستت بر وفق من مهر و مهار — کرد باید از تو صحبت اختیار

این دو همره یکدگر را راهزن — گمره آن جان کو فرو ناید ز تن

جان ز هجر عرش اندر فاقه — تن ز عشق خاربن چون ناقه

جان گشاید سوی بالا بالها — در زده تن در زمین چنگالها

تا تو با من باشی ای مرده وطن — پس ز لیلی دور ماند جان من

راه نزدیک بماندم سخت دیر | سیر گشتم زین سواری سیر سیر
سرنگون خود را ز اشتر درفگند | گفت سوزیدم زغم تا چند چند
آنچنان افگند خود را سخت زیر | که مخلخل گشت جسم آن دلیر
چون چنان افگند خود را سوی پست | از قضا آن لحظه هم پایش شکست
پای را بربست گفتا گو شوم | در خم چوگانش غلطان میروم
عشق مولی کے کم از لیلی بود | گوی گشتن بهر او اولی بود
گوی شو میگرد در میدان عشق | غلط غلطان در خم چوگان عشق
خانه ویران کن فرود آی زروے | تا بکے وابستهٔ مرکب شوی
راه لذت از درون نے از برون | چند آبادانی و قصر و حصون
قصر چیزی نیست ویران کن بدن | گنج در ویرانی است ای میر من
این نمی بینی که در بزم شراب | مست آنگه خوش شود کو شد خراب
گرچه بر نقشست خانه بر کنش | گنج جو و زگنج آبادان کنش

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جس نے اپنے خدائے جلشانہ کو پہچانا
وہ اُس سے محبت کریگا اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اُس سے نفرت کریگا اور مومن لہو ولعب
مین نہ رہیگا تا کہ غافل ہو اور جب وہ فکر کریگا تب غمگین ہوگا اور حضرت ابو سلیمان دارانی
فرماتے ہین کہ اللہ جلشانہ کے مخلوقات مین ایسے ایسے لوگ ہین کہ جن کو جنت اور اُس کے
نعمتین تو ذکر سے باز رہنے نہین رکھتین تو اُن کو دنیا کب باز رکھہ سکیگی اور روایت مین آیا

ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا گذر تین شخصون پر ہوا جنکے جسم لاغر
اور رنگ زرد ہو گئے تھے آپ نے پوچھا کہ کس لئے تمھارا یہہ حال ہے انھون نے
کہا کہ دوزخ کے خوف سے آپ نے فرمایا کہ خدا جلشانہ پر واجب ہے کہ ڈرانیوالے
کو بچاوے پھر وہان سے چلے تو اور تین شخصون کو دیکھا کہ وہ لاغری بدن اور زردی
چہرہ مین ان سے بھی بڑھکر تھے ان سے بھی آپ نے وہی پوچھا انھون نے کہا کہ جنت
کے شوق نے یہہ حال کردیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ پر واجب ہے کہ جو تم چاہتے
ہو وہ تم کو دے آگے جب بڑھے تو آپ نے اور تین آدمیون کو دیکھا کہ جنکی لاغری
اور ناتوانی حد سے زیادہ تھی اور جنکے چہرے نور کے آئینہ معلوم ہوتے تھے ان سے
بھی آپ نے وہی سوال کیا انھون نے کہا کہ اللہ جلشانہ کی محبت نے یہہ حال کردیا
آپ نے فرمایا کہ تم ہی مقربان بارگاہ ہو تم ہی خاصان درگاہ ہو تم ہی نزدیکان حضرت
اعلی ہو اور عبدالواحد بن زید کہتے ہین کہ میرا گذر ایک شخص پر ہوا جو کہ برف پر سوتا تھا
مین نے پوچھا کہ تجھکو برف کی سردی نہین معلوم ہوتی اس نے کہا کہ جسکو اللہ جلشانہ کی محبت نے
سب سے بے تعلق کردیا ہو اسکو برف کی سردی کیا معلوم ہو و لنعم ما قیل ۔

گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی است اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ روز قیامت کے تمام امتین اپنے انبیا
کے نام سے پکارے جاوینگے کہ اے امت موسی اور اے امت عیسی اور اے امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوا عاشقان کامل ایزدی کے کہ وہ اس طرح پکارے جاوینگے کہ

اے خدا کے چاہنے والو چلو اپنے محبوب کے پاس یہہ سنکر اُن کو ایسی خوشی ہوگی کہ قریب ہوگا کہ دل اُن کے پھٹ جاویں اور اُن کو شادی مرگ ہو جاے اور ہرم بن حیان فرماتے ہیں کہ مومن جب اپنے پروردگار کو پہچانیگا اُس سے محبت کریگا اور جب محبت کریگا تب اُس کے طرف چلیگا اور جب اِس کی حلاوت پاویگا تب دنیا کو ہرگز خواہش کی نظر سے اور آخرت کو سستی اور غفلت کی نظر سے نہ دیکھیگا اور وہ اپنے جسم سے تو دُنیا میں رہتا ہے اور اپنی روح سے آخرت میں ہے اور یحیی بن معاذ نے فرمایا ہے کہ عفو سے اُس کے گناہ دور ہوتے ہیں پھر اُس کے رضا کا کیا پوچھنا ہے اور اُس کے رضا سے سب کام پورے ہوتے ہیں تو اُسکی محبت کا کیا ذکر ہے اور اُسکی محبت عقل کو کھو دیتی ہے پھر اُس کے تو دد کا کیا کہنا ہے اور اُسکی مودت سب چیز کو جو سوا اُس کے ہے بھلا دیتی ہے تو اُس کے لطف کا کیا ٹھکانا ہے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندہ جو تیرا حق مجھ پر ہے اُسی کی قسم ہے کہ میں تجھے چاہتا ہوں تو تجھ کو بھی قسم ہے اُس حق کی جو میرا تیرے اوپر ہے کہ تو بھی مجھکو دوست رکھ اور یحیی بن معاذ نے فرمایا ہے کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر محبت مجھکو زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے بہ نسبت عبادت ۷۰ برس کے جو بغیر محبت کے ہو ولنعم ما قیل۔

پیش حق یک نالہ از روی نیاز بہ کہ عمرے بے نیاز اندر نماز

محبت کی حقیقت اور اُسکے اسباب کا بیان

جاننا چاہئے کہ محبت کے واسطے معرفت یعنے پہچان کا ہونا ضرور ہے اسلئے کہ اگر پہچان نہوگی تو محبت کیونکر ہوگی پس جس چیز کی ادراک سے کسی قسم کی لذت حاصل ہو وہ چیز دل کو محبوب ہوگی اور جس سے کچھ ایذا ہو وہ دل کو مبغوض ہوگی پس محبوب کے معنے یہ ہین کہ طبیعت کو اُس سے لذت ہو اور مبغوض کے معنے یہہ ہین کہ طبیعت کو اُس سے نفرت ہو پس اگر طبیعت کی رغبت بڑھ جاوے تو اُس کو عشق کہینگے اور اگر نفرت بڑھ جاوے تو اُس کو عداوت کہینگے۔

اصل دوسری

جب کہ محبت جاننے اور پہچاننے پر موقوف ہے تو جتنی خواہش کے قسمیں ہونگے اُتنی ہی محبت کی بھی قسمین ہونگے پس ہر ایک خواہش کو ایک ایک قسم کی چیزون کی دراک کی قوت ہے اور اُن مین سے بعضے چیزون کی ادراک سے ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور بہ سبب اُس لذت کے طبیعت کو اُس طرف رغبت ہوتی ہے اور وہی چیز طبیعت سلیم کو محبوب ہو جاتی ہے مثلاً آنکھہ کو اچھی صورتون اور پاکیزہ شکلون کے دیکھنے سے ایک قسم کی لذت ملتی ہے اور کانون کو اچھی آوازون اور موزون راگون کے سُننے سے فرحت ہوتی ہے اور قوت شامہ کو اچھی خوشبوون کے سونگھنے سے ایک کیفیت ہوتی ہے اور قوت ذائقہ کو اچھے کھانوں سے اور قوت لامسہ کو نرم اور نازک چیزوں کے چھونے سے لذت حاصل ہوتی ہے غرضکہ جب ان حواسون کو ان چیزون کے ادراک سے لذت ملتی ہے تو طبیعت کو لامحالہ اُن کی جانب میل و رغبت ہوتی ہے یہانتک کہ خود حضرت سید کائنات علیہ افضل التحیات سے فرمایا ہے کہ مجھکو تمھارے

دنیا کی تین چیزین پیاری ہین خوشبو اور عورتین اور میری آنکھہ نماز سے ٹھنڈھی ہوتی ہے
پس حضرت نے خوشبو کو محبوب فرمایا حالانکہ آنکھہ اور کان کو اُس سے کچھہ حظ نہین ہے
صرف قوت شامہ کو اُس سے حظ ہوتا ہے اور عورتون کو محبوب فرمایا حالانکہ اُن سے
صرف قوت باصرہ اور لامسہ کو حظ ہوتا ہے نہ قوت شامہ اور ذائقہ اور سامعہ کو اور
نماز کو فرمایا کہ اُس سے خنکی چشم ہوتی ہے اور اُسی کو سب سے بڑھکر محبوب اپنا تبلایا اور
یہہ ظاہر ہے کہ یہہ حواس خمسہ ظاہری اُس سے کچھہ حظ نہین لیتے بلکہ وہ چھٹھوان حس جو
ہے جسے دل کا مرکب ہے اور اُسکو وھی جان سکتا ہے جو کہ دل رکھتا ہے اور حواس خمسہ سے
لذتون مین تو جانور بھی انسان کے شریک ہین پس اگر محبت صرف اُنھین چیزون پر منحصر
ہووے جنکو یہہ حواس خمسہ ظاہری جان سکتے ہین اور اسی دلیل سے یہہ کہا جاوے کہ چونکہ اللہ
جلشانہ حواس کے ادراک سے باہر ہے اور خیال مین نہین آسکتا تو پھر کیونکر اُس کی
نسبت محبت کا اطلاق ہو سکے تو انسان کی خاصیت سے باطل ہو جاوے اور اُس مین
اور جانورون مین جو تمیز بہ نسبت چھٹھوین حواس کے ہے جس کو عقل یا نور یا دل یا جو
کچھہ کہو باقی نہ رہے بڑا بدنصیب وہ شخص جو محبوب حقیقی کی محبت کا منکر ہو اور بڑا کندہ
وہ انسان جو معشوق اصلی کے عشق سے بیخبر ہو نادان وہی ہے جو اُسکی معرفت نہ
چاہے جاہل وہی ہے جو اُس سے دوستی نہ رکھے ٹوٹین وہ ہاتھہ جو اُس کا دامن نہ پکڑ سکیں
پھوٹین وہ آنکھین جو اُسکا جمال نہ دیکھہ سکین

بیت

بشکند دستی کہ خم در گردن یاری نشد　　کور بہ چشمی کہ لذت گیر دیدار نشد

جو لوگ لذت باطنی کی نسبت سے انکار کرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ بصیرت باطنی قوت
میں بصیرت ظاہری سے بہت بڑھ کر ہے اور دل کی نظر آنکھ سے بہت زیادہ تیز
ہے اور جمال باطنی جس کو عقل دیکھتی ہے وہ جمال ظاہری سے جس کو آنکھ دیکھتی ہے
بہت بہتر ہے اسی لئے بلاشبہ دل کو ان امور الہی کے جاننے سے جنکو یہ حواس ظاہری
نہیں جان سکتے ایک عجیب لذت حاصل ہوتی ہے کہ ان حواس کی لذتوں سے بہت
بڑھ کر ہوتی ہے اسی واسطے طبع سلیم اور عقل صحیح کو جو رغبت اسکی طرف ہوتی ہے وہ
بہت قوی ہوتی ہے اور محبت کے معنے سوا اسکے اور کچھ نہیں ہیں کہ جس چیز کے
پانے سے لذت ہو اسکی طرف رغبت کرنا کہ جسکی تفصیل اب آئیگی پس یہ
محبت لذت باطنی کی نسبت سے وہی انکار کریگا جو کہ بہایم کے درجے سے نہ نکلا ہو
اور صرف ظاہری حواسوں کے مدرکات پر لذتوں کو منحصر جانتا ہو مولانا معنوی فرماتے ہیں

ایها المحبوس فی رهن الطعام | سوف تنجو ان تحملت الفطام
اغتذا با نور کن مثل البصر | وافق الاملاک یا خیر البشر
چون ملک تسبیح حق را کن غذا | تا رهی همچون ملایک از اذا
قوت جبریل از مطبخ نبود | بود از دیدار خلاق وجود
این چراغ شمس کو روشن بود | نه از فتیله و پنبه و روغن بود
سقف گردون کو چنین دائم بود | نه از طناب و استنی قایم بود
همچنان این قوت ابدال حق | هم ز حق دان نه از طعام و از طبق

جسم شانرا ہم ز نور اسرشته اند — تا ز روح و ز ملک بگذشته اند
حبذا خوانی نهاده در جهان — لیک از چشم خسیسان بس نهان
نور می نوشد مگر نان میخورد — لا له میکارد بصورت میچرد
چون شرارے کو خورد از روغن شمع — نور افزاید ز خوردش بهر جمع
نان خوری را گفت حق لا تسرفوا — نور خوردن را نگفت است اکتفوا

اصل تیسری

انسان اپنی ذات کو چاہتا ہے اور غیر کو بھی اپنی ہی ذات کے لیئے چاہتا ہے
تاکہ وہ ہمیشہ بنا رہے اور کبھی وہ فنا نہ ہو و اسی واسطے موت اور قتل سے ڈرتا ہے
اور اسکو برا جانتا ہے اسی لیئے انسان اولاد اپنی چاہتا ہے پھر اپنے مال اور اولاد
اور دوست آشناؤں کی بقا چاہتا ہے اسلیئے کہ در حقیقت اُن کی بقا وہ اپنی ذات
کی بقا سمجھتا ہے کہ نام اُس کا باقی رہیگا اور جس قدر مال اور دولت اور کنبہ قبیلہ اُس کا
زیادہ ہوگا اُسکو وہ اپنی شوکت اور عزت کی ترقی سمجھیگا پس ان سب کی محبت
دراصل محبت اپنی ذات کی ہے دوسرے اُس شخص کو چاہتا ہے جس نے اسکے ساتھ
احسان کیا ہو اور اُسکو فائدہ پہنچایا ہو لیکن دراصل اُن سے محبت کرنا عین اپنے
ساتھ محبت کرنا ہے مثلاً کسی کو طبیب سے جس نے اُس کا علاج کیا ہو محبت ہو تو
وہ محبت اس سبب سے ہے کہ اُس نے اُس کو صحت دی تو یہہ محبت اپنے ہی ذات
کی ہوئی تیسرا سبب آدمی کسی کو دوست رکھے بغیر خیال کسی فائدہ کے جو اُس سے حاصل ہو

مثلاً محبت حسن و جمال کے کہ خود حسن و جمال باعث محبت ہے اور دل کو اُسکی طرف میل ہوتا ہے گو کہ کسی قسم کا فائدہ اُس سے قضاء شہوت وغیرہ کا نہ ہو مثلاً آدمی سبزہ زار اور گلزار اور دیار اور نہر اور عمارات لطیفہ کو چاہتا ہے اور اُن کے دیکھنے سے اُس کا دل خوش ہوتا ہے اور سوا دل کی لذت کے اور کسی قسم کا فائدہ اُس سے حاصل نہیں ہوتا

اصل چوتھی حسن و جمال کے معنے

جاننا چاہیے کہ جو خیالات اور محسوسات کی تنگی میں گرفتار ہے وہ جانتا ہے کہ حسن و جمال کے یہی معنے ہیں کہ اعضا مناسب ہوں شکل اچھی ہو صورت پاکیزہ ہو رنگ سرخ ہو اور جس میں یہہ سب باتیں جمع ہوں اُسکو حسین و جمیل جانتا ہے اور جو شکل و صورت سے خارج ہووے اُسکو جمیل و حسین نہیں جانتا حالانکہ یہہ غلطی اُسکی سمجھ کی ہے بلکہ حسن و جمال کے یہہ معنے ہیں کہ جس چیز کا جو کمال ہے وہ اُس میں ہووے پس جو چیز کمال میں کامل ہوگی وہی جمال میں کامل کہلاویگی مثلاً انسان اچھا وہی ہے جس کے اعضا مناسب ہوں اور جس کا رنگ سرخ ہو جس کا قد و قامت معتدل ہو اور گھوڑا اچھا وہی ہوگا جس میں گھوڑے کی صفات اچھے جمع ہوں خط اچھا وہی کہلائیگا جس کے حروف باقاعدہ اور درست ہوں پس گھوڑے میں اگر انسان کی صفات اور انسان میں گھوڑے کی صفات ہوں تو وہ ہرگز اچھا نہ کہلائیگا بلکہ برا ٹھہریگا غرضکہ ہر ایک چیز کا حسن و جمال علحدہ علحدہ ہے اور وہ شکل و صورت پر منحصر نہیں ہے بلکہ اُن چیزوں پر بھی اطلاق حسن کا ہوتا ہے جو حواس خمسہ کے ادراک سے خارج ہیں

مثلا اخلاق نیک وہ جس انسان مین ہونگے تو وہ صاحب خلق حسن کہلائیگا اسی
واسطے جسطرح پر کہ حسن صورت کا صورت سکے کمال پر اطلاق ہوتا ہے حسن سیرت کا
سیرت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہے بلکہ حسن صورت باعث اُسقدر محبت کا نہین ہے جسقدر
کہ حسن سیرت باعث محبت ہے ورنہ کیون انسان انبیاء اور اولیاء اور ائمہ اور
صحابہ اور مجتہدین اور اساتذہ اور فقراء کو دوست رکھین حالانکہ اُن کی دوستی کو
وہ حسن سیرت کے باعث سے عشق صورت پر غالب ہوتی ہے اور تمام مال
و متاع بلکہ اپنے جانون کو انسان اُن پر قربان کر دیتا ہے اور اُنکے نام پر اپنی جان فدا کرتا
ہے تو یہہ محبت کچھہ اُنکی شکل و جمال ظاہری کے سبب سے نہین ہے بلکہ سیرت و کمال باطنی
کے سبب سے ہے پس معلوم ہوا کہ جمال باطنی بھی باعث محبت ہے بلکہ وہ محبت جمال
ظاہری کی محبت پر غالب ہے

اصل پانچوین

کبھی محب اور محبوب مین باہم محبت کا ایک اور بھی سبب ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے دونون
مین محبت ہو جاتی ہے کہ وہ باعث نہ جمال ہے نہ کسی قسم کا فائدہ بلکہ فقط تناسب ارواح
کہ خواہ نخواہ بلا کسی اور سبب کے باہم محبت ہو جاتی ہے الحاصل اس تمہید سے ثابت
ہوا کہ محبت سکے پانچ سبب ہین اور ہم دعوی کرتے ہین کہ ان پانچون سبب سے مستحق
محبت فقط ایک ذات پاک وحدہ لاشریک لہ کی ہے اور کوئی دوسرا مستحق محبت فی
ذاتہ نہین ہے یہانتک کہ انبیاء و اولیاء کہ اُن کی محبت بھی بذاتہ نہین ہے بلکہ اُن کی محبت

عین محبت اللہ جلشانہ کی ہے اسلیئے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہے محبوب کا رسول و پیغامبر محبوب ہے محبوب کا محب محبوب ہے تو ان سب کی محبت عین محبت الٰہی ہے شعر

عشق را با تو نسبتی است درست　　هر در هر که رفت بر در تست

اب ہم اُن پانچون سببوں کو بہ تفصیل بیان کرتے ہین

پھلا سبب کہ آدمی اپنی ہی ذات سے محبت رکھتا ہے اور اپنی بقا چاہتا ہے ہم کہتے ہین کہ یہی سبب بڑا سبب اللہ جلشانہ سے محبت رکھنے کا ہے اس لیئے کہ جو شخص اپنی ذات کو پہچانیگا اور اپنے پروردگار کو جانیگا وہ سمجھیگا کہ میری ہستی میری ذات سے نہین ہے بلکہ اُسکا ہست کرنیوالا اور اُسکا بنانیوالا اور اُسکا سنوارنیوالا اور اُسکا درست کرنیوالا اور اُس کو عدم سے وجود میں لانیوالا اور ہی کوئی ہے کہ جس نے اُس کو پیدا کیا جس نے اُسکو زندگی دی جس نے اُسکو کمال پر پہنچایا جسنے اُس کو وہ اسباب فراہم کر دیئے کہ جس سے اُس کی زندگی ہے ورنہ انسان کیا ہے عدم محض ہے اگر فضل الٰہی شامل حال اُس کے نہ ہوتا تو پردہ نیستی سے اُسکا جمال کسطرح نظر آتا اور اُس کو مراتب کمالی و جلالی کا یہہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوتا پس وجود ہستی اُسکی صرف اُسی حی و قیوم کے سبب سے ہے جو کہ قایم بذاتہ ہے اور دیگر اشیا رکا قیام اُسکی ذات سے ہے پس جب کوئی شخص اپنی ہستی اور وجود کو دوست رکھیگا تو کیونکر اُسکو دوست نہ رکھیگا جس کے سبب سے اُس کی ہستی ہے اور جب اُسکو یقین اس پر ہوگا کہ ذات واجب الوجود وہ ہے جس نے ہم کو پیدا کیا اور ہم کو بنایا اور ہمکو زندہ کیا اور ہر حال

اور ہر وقت مین وهی باعث ہمارے قیام اور زندگی اور ہستی کا ہے تو ضرور وہ اُس سے محبت کریگا اور اگر یہ جانکر پھر بھی اُس سے محبت نہ کرے تو جاننا چاہیئے کہ وہ نہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے نہ اپنے پروردگار کو جانتا ہے اور جب اُس کو پہچان هی نہین ہے تو محبت کیونکر ہوگی اسلئے کہ محبت ثمرہ معرفت ہے اسیواسطے حسن بصری ح نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے رب کو پہچانیگا وہ اُسکو چاہیگا اور جو دنیا کو پہچانیگا وہ اُسکو چھوڑیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنی ذات کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا افسوس اُس آدمی کی نصیبے پر جو اپنی ذات کو نہ پہچانے اور سوا اپنی صورت ظاہری کے اپنے جمال باطنی کی حقیقت کو نہ جانے مولانا فرماتے ہین

ای غلامت عقل و تدبیرات و ہوش — تو چرائی خویش را ارزان فروش

ہست محتاج سے گلگون نہ — ترک کن گلگونہ تو گلگونہ

ای رخ چون زہرہ ات شمس الضحی — ای گدای رنگ تو گلگونہا

بادہ کاندر خم ہمی جوشد نہان — ز اشتیاق روی تو جوشد چنان

ای ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم — وی ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم

ای مہ تابان چہ خواہی کرد گرد — ای مہ اندر پیش رویت روی زرد

تو بہر صورت کہ آئی بالستی — کہ منم این واللہ آن تو نیستی

یکزمان تنہا بمانی تو ز خلق — در غم و اندیشہ مانی تا بہ خلق

آن تو کے باشی کہ تو آن واحدی	کہ خوش و زیبا و سرمست خودی
مرغ خویشی صید خویشی دام خویش	صدر خویشی فرش خویشی بام خویش
تو نہ این جسم تو آن دیدہ	وارہی از جسم اگر جان دیدہ
آدمی دید است باقی گوشت پوست	ہرچہ چشمش دیدہ است آنچہ نہ اوست
گر تو آدم زادہ چون او نشین	جملہ ذرات را در خود ببین
چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست	چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست

دوسرا سبب کہ آدمی اسکو چاہتا ہے جسنے اسکے ساتھ احسان کیا ہو اور اسکو فائدہ پہنچایا ہو

جاننا چاہئے کہ جو شخص کسی کے ساتھ احسان و سلوک کرے یعنے اسکو مال و دولت عطا کرے اور اسکی حاجت بر لاوے اور اسکی اعانت کرے اور اس سے بشیریں کلامی پیش آوے اور اسکا معین و مددگار رہے اور اسکو شر اعدا سے بچاتا رہے اور اسکے مقاصد و مطالب بر لانے میں اسباب فراہم کر دیا کرے اور اسکی خواہش پوری کر دیا کرے اسکے عزیز و اقارب کو خوش و خرم رکھے تو ایسا شخص ضرور محبوب ہوگا اور آدمی ایسے محسن کو دل سے چاہنے لگیگا پس ہم کہتے ہین کہ یہہ وہ سبب ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوا اللہ جلشانہ کے اور کوئی مستحق محبت کا نہیں ہے اس لئے کہ اگر آدمی جانے اور سوچے تو وہ سمجھیگا کہ محسن حقیقی سوا اسکے کوئی دوسرا نہین ہے اور اسکے احسانات کا کچھہ ٹھکانا نہیں ہے کوئی محاسب اسکو شمار نہیں کر سکتا

کوئی گننے والا اسکو گن نہین سکتا جیسا کہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا

کہ اگر اللہ کے نعمتوں کا شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے اور جو ظاہر میں احسان کرتے ہیں وہ محسن مجازی ہیں در حقیقت وہ احسان بھی اُسی کی جانب سے ہے مثلاً کوئی شخص تجھے خزانہ عطا کرے تو وہ محسن حقیقی نہیں ہے بلکہ محسن مجازی ہے حقیقی محسن اللہ جلشانہ ہے اس لئے کہ اُسنے خزانہ جمع کر دیا اور دینے والے کو توفیق دے کہ تجھے عطا کرے تو جس نے مال اور ارادہ اور توفیق کو پیدا کیا وہی سچا محسن ہے اگر اللہ جلشانہ مال کو نہ پیدا کرتا تو خزانہ کہاں سے جمع ہوتا اور اگر دینوالے کا دل تیرے طرف راغب نکرتا تو وہ کیونکر تجھے دیتا اسلئے کہ سب مطیع و فرمان بردار اُسی کے ہیں تو یہہ سب احسان در اصل اُسی کے ہوئے اور دینوالا صرف ایک واسطہ ہوا یعنے جو شخص نظر غور سے احسانات کے طرف دیکھیگا تو وہ سوائے اللہ جلشانہ کے کسی کو محسن نہ پاویگا اور کوئی احسان کرے وہ سمجھیگا کہ میرے خدا نے یہہ احسان کیا اللہ جلشانہ فرماتا ہے

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ جہاں منھہ کرو کے اللہ ھی کو پاؤ کے مولانا فرماتے ہین

چون محمد پاک شد زین نار و دود
ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

ہر کرا باشد بسینہ فتح باب
او بہر شہرے بہ بیند آفتاب

حق پدید است از میان دیگران
ہمچو مہ اندر میان اختران

جان نامحرم نہ بیند روے دوست
جز ہمان جان کاصل او از کوی اوست

پس اگر احسان کرنیوالے سے محبت رکھنا امر طبعی ہی تو کوئی شخص سوائے

الله جل شانہ کے مستحق محبت نہین ہے اور باوجود اسکے الله جل شانہ سے محبت نہ رکھنا
دلیل جہالت ہے کہ اُس کو محسن نہین جانتے اور احسان کو محسن مجازی پر ختم کرتے مین
حالانکہ یہہ کیسی غلطی ہے اِس غلطی کو ایک مثال سے سمجھنا چاہئیے کہ اگر کوئی سایل
کسی بادشاہ سے کچھ سوال کرے اور وہ اُس کو اپنے خزانہ سے کچھ عطا کرے تو اول
وہ اپنے وزیر کو حکم دیگا وزیر اپنے نائب سے کہیگا نائب خزانچی کو اجازت دیگا خزانچی
اپنے ملازمون کو اجازت دیگا یہانتک کہ درجہ بدرجہ اُس سایل کو ایک سپاہی لا کر روپیہ
حوالہ کریگا اب اگر وہ سایل سپاہی سے کہے کہ تو میرا محسن ہے تو نے مجھے روپیہ دیا
وہ کہیگا کہ جاہل کیون بولتا ہے مین ملازم خزانچی کا تھا اسکا مطیع ہون اُس نے کہا مین نے
تجھے دیا ہے وہ سمجھیگا کہ خزانچی میرا محسن ہے خزانچی انکار کریگا کہ مجھے نائب نے
اجازت دی میں نے دیا مین اس خزانہ کا محافظ ہون نہ مالک تب اُس کی نظر نائب
پر ہوگی اور اُس کو محسن جانیگا وہ انکار کریگا اور کہیگا کہ مین وزیر کا نوکر ہون
نہ خزانہ کا مالک تب وہ سائل سمجھے گا کہ وزیر محسن ہے وزیر جو کہ خاص
مقرب بارگاہ سلطانی ہے خوف کریگا کہ ایسا نہو کہ بادشاہ تک یہہ خبر پہنچے او
مجھے وہ اپنا شریک جانے تو وہ کہیگا کہ جہالت نہ کر ادب ہاتھ سے نہ دے مالک اس
خزانہ کا بادشاہ ہے نہ مین یہہ احسان اُسی کا ہے تو اُسی کو محسن سمجھ تب اُس سایل کے سمجھ
مین آویگا کہ یہہ سب واسطے تھے اصلی محسن بادشاہ ہے اور یہہ سب نوکر چاکر اُسکے
ہیں تب وہ دل سے بادشاہ کی تعریف کریگا اور اُس کو منعم اور محسن جانیگا ـــ

تیسرا سبب کہ آدمی کسیکو دوست رکھے بسبب اسکی ذات کے نہ بنظر کسی فایدہ کے

طبیعت مجبول اسپر ہے کہ جس کسی کو نیک اور اچھا جانے تو خواہ مخواہ اسکی محبت دل میں ہو جاتی ہے گو اس سے خاص اس آدمی کو فایدہ نہ پہنچے مثلاً کسی آدمی کو معلوم ہو کہ فلان بادشاہ بڑا عادل اور غریب پرور اور رعیت نواز پرہیزگار عابد شب زندہ دار سخی کریم حلیم متواضع ہے گو وہ ایسی دور جگہہ پر ہو کہ جہان سننے والا کبھی پہنچ نہ سکے تب بھی اسکی محبت دل میں ہو جاویگی پس ہم کہتے ہیں کہ یہہ سبب بھی وہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوا اللہ جلشانہ کے کوئی مستحق محبت نہیں ہے اس لیئے کہ صرف اللہ جلشانہ کی ذات پاک ایسی ہے جو تمام عالم پر احسان کرنیوالی ہے تمام مخلوقات اسنے اپنے فضل عمیم سے پیدا کیا اور ان کو جمیع مایحتاج لہ عنایت کیا کس طرح پر ان کی شکل و صورت بنائی اور کسطرح پر ان کو ضروریات سے فارغ البال کیا اور پھر نعمتیں گوناگون دیکر ان کو مرفہ الحال کیا اور ان کی زیب و زینت اور عیش و آرام کی چیزیں دیکر ان کو صاحب شان و شوکت بنایا پس اس سے بڑھ کر دینیوالا اور حاجتیں پوری کرنیوالا اور سخاوت کرنے والا کون ہوگا کہ بے غرض سب کچھ دیتا ہے اور فرش سے عرش تک جس کو دیکھئے وہ سب نمونہ اسی کے احسان کا ہے تو جو شخص ایسا محسن ہو کہ تمام عالم اسکے احسان کے ایک ذرہ کے برابر نہ ہو اور جو محسن کا اور محسن کا اور احسان کا اور احسان کے اسباب کا خالق ہو تو پھر اس سے محبت نہ رکھنا دلیل جہالت ہے کیا اسکو محسن نہیں جانتا کیسا محسن جس کے احسان

کی انتہا نہیں جیسا سخی جس کی سخاوت کی حد نہیں جسقدر آسمان و زمین اور چاند و سورج ستارے آب و خاک آتش و باد ہیں سب اُسی کے جود و سخا کے نمونہ ہیں۔

صد ہزاران بحر ماہی در وجود — سجدہ آرد پیش آن دریای جود
ہست باران عطا باران بدہ — تا بدان آن بحر درافشان شدہ
چند خورشید کرم تابان بدہ — تا بدان آن ذرہ سرگردان شدہ
جان و دل را طاقت این جوش نیست — با کہ گویم در جہان یک گوش نیست
ہر کجا گوشی بد از وی چشم گشت — ہر کجا سنگی بد از وی پشم گشت
این ثنا گفتن ز من ترک ثناست — کین دلیل ہستی و ہستی خطاست

چوتھا سبب حسن و جمال کے سبب سے محبت کا ہونا

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ہر ایک شخص کی طبیعت حسن و جمال کی محبت پر مجبول ہے اور جمال کی دو قسمیں ہیں جمال ظاہری اور جمال باطنی ظاہری جمال آنکھ سے دکھلائی دیتا ہے باطنی جمال دل سے نظر آتا ہے جمال ظاہری کو بہایم اور اطفال بھی دیکھتے ہیں جمال باطنی کو سوائے اہل دل کے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور جس آنکھ سے جو جمال نظر آتا ہے وہ اُس آنکھ کو مرغوب ہوتا ہے جمال ظاہری ظاہری آنکھ سے نظر آتا ہے اسلئے اُسکو مرغوب ہے اور جمال باطنی دل کے آنکھ سے دکھلائی دیتا ہے اسلئے دل کو محبوب ہے مثلاً انبیا اور علما اور اولیا سے جو محبت ہوتی ہے وہ اُن کی صورت اور شکل کے باعث نہیں ہوتی بلکہ اُن کے جمال باطنی کے سبب سے ہوتی

جس کو کمال کہتے ہیں اور وہ منحصر ہے تین چیزوں پر اول علم دوسرے قدرت
تیسرے تنزہ و تقدس پس لکھنا چاہیے کہ یہ تینوں صفات بدرجۂ کمال صرف اللہ
جلشانہ کی ذات میں جمع ہیں نہ اور کسی میں اسی واسطے صرف وہی لائق محبت کے ہے نہ دوسرا

اول علم

سب جانتے ہیں کہ کوئی علم اللہ جلشانہ کے علم تک نہیں پہنچ سکتا اگر تمام اولین و
آخرین کے علوم جمع کیے جاویں تو اسکے علم کے ذرہ کے برابر نہیں ہیں کوئی چیز آسمان
و زمین میں نہیں ہے کہ اس سے پوشیدہ ہو تمام مخلوقات سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے
ما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنے تم کو علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا بلکہ اگر تمام اہل آسمان و زمین
جمع ہوں اور ایک چیونٹی یا مچھر کی خلقت کی حکمت دریافت کرنا چاہیں تو عشر عشیر اسکی
حکمت کے مطلع نہ ہو سکیں پس اگر صفت علم کے باعث محبت ہو تو چاہیئے کہ سوائے
اللہ جلشانہ کے اور کسی سے محبت نہ کی جائے اس لیئے کہ سب کا علم بہ نسبت اسکے
علم کے جہل ہے

دوسری صفت قدرت

قدرت بھی ایک کمال ہے اور ہر ایک کمال و عزت و جلال باعث محبت ہے یہاں تک کہ
اگر انسان کسی دوسرے کے کمال کا حال سنتا ہے تو اس کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی
ہے اور اس صاحب کمال سے محبت ہوتی ہے مثلا جب کہ ذکر شجاعت حضرت علی علیہ السلام
کا ہوتا ہے تو دل کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے پس جب کہ

اللہ جلشانہ کی قدرت اور غلبہ اور جلال اور عزت اور کمال پر غور کیا جائے کہ جس کے
قبضہ قدرت مین تمام آسمان اور زمین اور افلاک اور کواکب اور پہاڑ اور دریا اور ہوا
اور معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور انسان ہین اور کسی کو ان مین سے کچھہ قدرت
اپنے اوپر نہین ہے کہ کچھہ کر سکین بلکہ سب قبضہ قدرت مین اللہ جلشانہ کے ہین کہ اسی نے
ان سب کو بنایا اور اُن کے اسباب پیدا کئے اور اُن کو اسی نے قدرت اور طاقت
دی یہانتک کہ اگر چاہے ایک پشہ سے بڑے بادشاہ کو ہلاک کردے اور وہی اُس
قسم کی قدرت رکھتا ہے کہ جس کے ہاتھہ مین سب کی باگ ہے اور جس سے جو چاہتا ہے
وہ کام لیتا ہے اگر سب کو تباہ کردے اُس کی مملکت اور سلطنت مین ایک ذرہ
کمی نہو اور اگر مثل اُن کے اور ہزارہا لاکھو کہا خلقت پیدا کردے ذرا بھی نہ تھکے پس
اگر صفت کمال باعث محبت ہے تو اللہ جلشانہ سے جسکی صفت کمال اس درجہ پر
ہو بڑھکر اور کون قابل محبت ہے

ابذلوا ارواحکم یا عاشقین	ان تکونوا فی ہوانا صادقین
گوی دولت آن سعادتمند برد	کو بپای دلبر خود جان سپرد

تیسری صفت تقدس

عیبون اور نقصان سے مبرا ہونا اور برائیون اور خرابیون سے منزہ ہونا ایسی صفت
ہے کہ جو باعث محبت ہے یہی صفت ہے کہ جس کے سبب سے انبیا اور اولیا سے
محبت ہوتی ہے مگر درحقیقت اُن مین بھی باوجود منزہ ہونے اُن کے عیبون اور برائیون

ہے یہہ صفت بدرجہ کمال حاصل نہین ہے کمال تقدس و تنزہ سوائے اُن کے اور کسی کو حاصل نہین ہے جس کی صفت ہے الملک القدوس ذی الجلال و الاکرام کوئی مخلوق نقص سے خالی نہین اسلئے کہ وہ عاجز او مخلوق ہے پس اُن کا مخلوق ہونا اور دوسرے کا اُن پر مختار ہونا ہے اُن کے صفت تقدس کا عیب ہے کمال تقدس صرف ایک ذات اللہ جلشانہ کو حاصل ہے پس اگر یہہ صفت باعث محبت ہے تو سوائے اللہ جلشانہ کے اور کوئی لایق محبت نہین ہے وہی صاحب کمال ایسا ہے جو اپنی شان مین یکتا ہے کوئی اُس کا شریک نہین کوئی اُسکے برابر نہین ایسا غنی جس کو کسی سے حاجت نہین ایسا قدرت والا کہ جو چاہے وہی کرے کوئی اُسکا پوچھنے والا نہین اُسکے حکم کو کوئی ٹال نہین سکتا اُس کے فرمان کو کوئی روک نہین سکتا علم کا وہ حال کہ آسمان و زمین مین ایک ذرہ اُس سے چھپا نہین قدرت کا وہ کمال کہ جسکے اختیار سے کوئی باہر نہین ایسا ازلی کہ جسکے وجود کی کوئی ابتدا نہین ایسا ابدی کہ جس کے بقا کی کچھہ انتہا نہین عدم کو اُسکے بارگاہ تک راہ نہین سوائے اُس کے ذات کی کسی دوسرے چیز کو قیام نہین وہی ہے جس کو اپنی عزت و جلال پر ناز ہے وہی ہے جس کو اپنی شان و کمال پر افتخار ہے اُسکے جلال کی معرفت مین عقول متحیر ہین اُس کی صفت کمال مین عارفین ششدر ہین کمال معرفت اولیا یہہ ہے کہ اُس کے کمال کو نہین جانتے انتہا نبوت انبیا یہہ ہے کہ اُسکی ذات کو نہین پہچانتے

این چہ مجد و بہاست سبحانہ		این چہ عز یا اعز سلطانہ

اے ہمہ قدسیان قدوسی — گرد کوئی تو در زمین بوسی

دو جہان جلوہ گاہ وحدت تو — شہد اللہ گواہ وحدت تو

ہم سپر با تو گفت وہم جا ہمہ — لمن الملک للہ الواحد

جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت
علی نفسک کہ مین تیری تعریف نہین کر سکتا جو کہ تو نے اپنی ذات کی خود کی ہے اور
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین العجز عن درک الادراک ادراک
ذریعہ پہچان کے جاننے سے عجز مین پہچانا ہے پس جو شخص اللہ جل شانہ کی محبت کا
مشغلہ کیا وہ ان صفات کو اور صفات جمال و صفات کمال سے نہین جانتا یا اللہ
جل شانہ کو ان صفات سے موصوف نہین سمجھتا یا ان صفات کو باعث تسبیح [illegible]
نہین پہچانتا ہے وہ حسن کے اندھون کی آنکھون سے اپنے جمال کو پردہ مین
چھپاتا اور نہ [illegible] اپنے جلال کو ان سے پوشیدہ کر دیا کہ اس سے آگاہ نہ
ہون [illegible] جمال ان کو دکھاتا ہے نہ اپنے کمال کو ان پر مطلع کرتا ہے ہان جو دو
آنکھین عشق مین [illegible] کے صدقے کی ہے جنکی قسمت مین نیک سعادت روز ازل سے
لکھدی ہے اور جنکو حجاب کی آگ سے بچا دیا ہے اور ان بدبختون کو اس سے محروم
کر دیا ہے جو کہ اندھون کی طرح اندھیاری مین ٹٹولتے پھرتے ہین اور دنیا کی
خواہشون کے جنگلون مین جانورون کی طرح چرتے پھرتے ہین یعلمون ظاہرا من
الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرۃ ہم غافلون [illegible] بل اکثرہم لا یعلمون جن نیکبختون کو

اللہ جلشانہ یہہ دولت عطا کردیتا ہے وہ اُن بدبختون کے حال پر افسوس کہتے ہین جو کہ اِس سے بےنصیب ہین اور جن کو یہہ دولت حاصل نہین ہوئی وہ اُن صاحبون کو ہنستے ہین جو کہ اُسکے پیچھے دولت دنیا کو چھوڑے بیٹھے ہین خود مفلس ہین اور اُن کو مفلس مانتے ہین خود حقیر ہین اور اُن کو حقیر سمجھتے ہین خود پریشان حال دنیا کی طلب مین پھرتے ہین اور اُنکو پریشان حال سمجھتے ہین اے کاش اگر اُن پر اُن کی حقیقت ذرا بہی کہل جاوے اور اُن کی حالات پر ذرا بہی اطلاع ہوجاوے تو دیوانہ وار اُن کا دامن پکڑین اور مجنون کی طرح گھر بار چھوڑ کر اُن کے پیچھے ہو جاوین جیسا کہ مولانائے معنوی اپنی مثنوی مین لکھتے ہین کہ ایک یہودی نے بت خانہ بنایا اور وہان آگ کا ڈھیر لگا دیا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اُس کو اُس آگ مین ڈال دیتا ایک عورت مومنہ کو کہ جس کا بچہ گود مین تہا اُس نے پکڑا وہ عورت کیسی تہی۔

بود آن زن پاک دین و مومنہ	سجدہ بت می نہ کرد آن موقنہ

اور اُس سے کہا کہ اِس بت کو سجدہ کر اُس نے انکار کیا تب اُس کافر نے اُسکے گود سے اُس کے بچہ کو چھین کر آگ مین ڈال دیا اُسکے مان کا کلیجہ محبت کے آگ سے جلنے لگا اور مضطر ہو کر چاہا کہ بت کو سجدہ کرے کہ اُس لڑکے نے آواز دی اور پکارا

اندر آ مادر کہ من این جا خوشم	گرچہ در صورت میان آتشم
اندر آ مادر ببین برہان حق	تا ببینی عشرت خاصان حق
اندر آ و آب بین آتش مثال	از جہانی کاتش ست آبش مثال

اندر آ اسرار ابراہیم بین — کو در آتش یافت وردیا سمین
اندر آ مادر بحق مادری — بین کہ این آذر نہ دارد آذری
اندر آ مادر کہ اقبال آمد است — اندر آ یا در رمہ دولت زد است
اندر آ و دیگران را ہم بخوان — کاندر آتش شاہ بنہاد است خوان
اندر آیید ای ہمہ پروانہ وار — اندرین آتش کہ دارد صد بہار
اندر آیید ای مسلمانان ہمہ — غیر عذب دین عذابست آن ہمہ
اندر آمد مادر آن طفل خورد — اندر آتش کوی دولت را ببرد

پانچوان سبب محبت کا مشابہت اور مشاکلت ہے

جاننا چاہیے کہ مناسبت اور مشابہت کو باہم میل ہونے مین بڑا دخل ہے لڑکا لڑکے سے بڈھا بڈھے سے جانور اپنے نوع کے جانورون سے اسی سبب الفت کرتے ہین ولنعم ما قیل

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

اور یہہ مناسبت کبھی ظاہری سبب سے ہوتی ہے جس طرح لڑکا لڑکے سے الفت کرتا ہے کہ لڑکائی اور ہم عمری باعث الفت ہے اور کبھی غیر ظاہری سبب سے ہوتی ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ دو شخصون مین باہم خود بخود محبت ہو جاتی ہے بلا ملاحظہ جمال کے اور بغیر مطالبہ مال کے اسی کے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الارواح جنود مجندہ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف پس یہہ سبب بھی باعث محبت اللہ جل شانہ ہے اور یہہ مناسبت ظاہری شکل و صورت کے سبب سے

نہین ہے بلکہ صفات باطنی کے سبب سے ہے جن مین سے بعض کا ذکر ہم کرتے ہین اور
بعض کو جو اسرار مین سے ہین لکھ نہین سکتے پس وہ اسباب مناسبت جو قابل ذکر ہین یہہ
ہین کہ بندہ کو اپنے پروردگار سے قربت نزدیکی حاصل ہوتی ہے اُن صفات مین
جنکی نسبت ارشاد ہے کہ عادتین اللہ کی سیکھو چنانچہ فرمایا ہے تخلقوا باخلاق اللہ
اور وہ خصلتین کیا ہین علم اور نیکی اور احسان اور مہربانی اور خیر اور رحمت اور نصیحت
وغیرہ اخلاق نیک جنکا ذکر شریعت مین آیا ہے اور وہ مناسبت خاص کہ جس کا
بیان نہین ہو سکتا وہ ہے جو کہ سوا انسان کے دوسرے مین نہین ہے جس کی طرف
اشارہ ہے قل الروح من امر ربی اگر یہہ مناسبت نہ ہوتی آدم مسجود ملایک کیونکر
ہوتے اور اللہ جلشانہ کی خلافت اُن کو کیونکر ملتی اور اسی مناسبت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظون مین تعبیر کیا ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
کہ آدم کو اللہ نے اپنے صورت پر بنایا کہ ابھی پر بعض نادانون نے یہہ خیال کر کے
کہ صورت وہی ہے جو ان حواس سے نظر آتی ہے اللہ جلشانہ کو بھی صاحب صورت
تصور کر کے اُس کے جسم کے قایل ہوئے وتعالی اللہ رب العالمین عما یقول الجاہلون
علوا کبیرا اور اسی مناسبت کے طرف اشارہ ہے اس قول مین جو کہ اللہ جلشانہ نے
حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ مرضت فلم تعدنی کہ ہم بیمار ہوئے اور اے موسی
تم نے عیادت نہ کی موسی حیران ہوئے پوچھا کہ الہی تو بھی بیمار ہوتا ہے جواب ہوا
کہ فلان بندہ خاص ہمارا بیمار رہا اگر تو اُس کی عیادت کرتا ہم کو وہین پاتا مولانا کے

معنوی اپنی مثنوی مین لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ حج کے ارادہ پر کچھ روپیہ لیکر چلے اُن کا قاعدہ تھا کہ جس شہر مین جاتے بندگان خاص کی تجسس کرتے اور جو مل جاتا اُسکی زیارت کرتے چنانچہ اُنھون نے اسی سفر مین ایک مقام پر

دید پیری با قدی ہمچون ہلال	دید دروی فر و شان ذوالجلال
گفت عزم تو کجا ای بایزید	رخت غربت را کجا خواہی کشید

حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ حج کو جاتا ہون اُس شیخ نے کہا کچھ پاس بھی ہے جواب دیا کہ دوسو درم ہین اُسنے

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار	وان نکوتر از طواف حج شمار
وان درمہا پیش من نہ ای جواد	دان کہ حج کردی و حاصل شد مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتی	صاف گشتی بر صفا بشتافتی
حق آن حقی کہ جانت دیدہ است	کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
تا بکرد آن خانہ را دروی نرفت	وندرین خانہ بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدہٗ	گرد کعبہ صدق بر گردیدہٗ
چشم نیکو باز کن در من نگر	تا بہ بینی نور حق اندر بشر

پس اللہ جلشانہ کے ایسے خاص بندہ بھی ہوتے ہین جنکو اس درجہ مناسبت اُس سے ہوتی ہے لیکن مناسبت نہیں ہوسکتی جب تک کہ بندہ بعد احکام فرایض کے نوافل پر مواظبت نہ کرے اور اُس سے تقرب چاہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل

سے یہانتک مجھ سے نزدیک ہوجاتا ہے کہ آخرکار میں اُس کو چاہنے لگتا ہوں اور جب میں اُسکو چاہتا ہوں تو میں بھی اُس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اُسکی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اُسکی زبان ہوجاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے یہہ وہی مقام ہے جس میں زیادہ بولنا نہیں چاہیئے اور جس سے بہت لوگ گمراہ ہوگئے ہیں سچ ہے

در نیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام
آنچہ میگویم بقدر فہم تست	مردم اندر حسرت فہم درست
ما چہ خودرا در سخن آغشتہ ایم	کز حکایت خود حکایت گشتہ ایم
این حکایت نیست خود ای مرد کار	وصف حال است و حضور یار غار

یہہ صفات جو اوپر ہم نے بیان کیئے ہوئے ہیں جو باعث محبت ہوئی ہیں یہہ بدرجہ کمال اللہ جلشانہ کو حاصل ہیں تو کوئی بدرجہ کمال مستحق محبت سوائے اُسکے نہیں ہے

بیان اِسکا کہ سب لذتوں سے بڑھکر اللہ جلشانہ کی معرفت اور سب مزوں سے بہتر اللہ جلشانہ کی رویت ہے

جاننا چاہیئے کہ انسان کو بہت قوتیں دی گئی ہیں اور جو جو قوتیں اُسکو دی گئی ہیں ہر ایک کا مقتضائے طبع علحدہ علحدہ ہے اور اُسکو لذت اور مزہ اسی میں ملتا ہے کہ اُس قوت کا مقتضائے طبع حاصل ہو مثلاً غضب اور غصہ ایک قوت ہے کہ اُسکے بالطبع خواہش غلبہ اور انتقام ہے پس غلبہ اور انتقام ہے اُسکی لذت ہے خیال کرنا چاہیئے کہ جب

کوئی شخص دشمن سے انتقام لیتا ہے اور اُس پر غلبہ پاتا ہے تو کیا خوشی حاصل
ہوتی ہے یا قوت خواہش طعام کی ہے اور وہ واسطے غذا حاصل کرنے کے
بنائی گئی ہے پس اُسی میں اُسکی لذت ہے اور اِسی طرح پر دیگر قوتوں سامعہ اور
باصرہ اور شامہ کا حال قیاس کرنا چاہئے پس اِن سب قوتوں کی لذت اُس کے
مقتضائے طبع کے ملنے میں ہے اور رنج اور دکھ اُسکے نہ ملنے میں اسی طرح پر
دل میں ایک قوت ہے جس کا نام ہے نور الٰہی اور اُسی کو عقل اور اُسی کو ایمان اور
یقین کہتے ہیں اور یہ قوت اسلئے دی گئی ہے کہ اُس کے ذریعے سے حقایق اشیا
دریافت کی جاویں پس اس قوت کا مقتضائے طبع معرفت و علم ہے اور یہی
اُس کی لذت ہے اور علم خاص تر صفات ربوبیت ہے خیال کرو کہ جب کسی انسان
کی تعریف اُسکے علم کے سبب کیجاتی ہے کیا لذت اُس کو حاصل ہوتی ہے اور کسقدر
وہ خوش ہوتا ہے اور قوت علم کے بقدر شرف معلوم کی ہے پس کوئی شے اجل
واعلیٰ واشرف موجودات میں اُس سے نہیں ہے جو کہ سب کا پیدا کرنیوالا سب کا
سنوارنیوالا اور سب کا تدبیر کرنیوالا اور سب کا تربیت دینیوالا ہے پس اُس کی
ربوبیت کے اسرار پر مطلع ہونا اور اُسکی ترتیب امورات کا جو کہ تمام موجودات
محیط ہیں علم حاصل ہونا سب انواع علوم سے بڑھکر ہے اور سب سے زیادہ تر اُس میں
لذت اور لطف ہے لیکن جب کوئی شخص اس علم کے مزہ سے واقف ہوجاتا ہے
تب اور علموں کو تحصیل سمجھتا ہے اور ہیچ سمجھتا ہے (بہاء الدین آملی)

علم نبود غیر علم عاشقی	ما بقی تلبیس ابلیس شقی
کل من لم یعشق الوجه الحسن	قرب الرحلی الیه والرسن
دل که فارغ شد ز مہر آن نگار	سنگ استنجا ر شیطانش شمار
این علوم و این خیالات وصور	فضلۂ شیطان بود بر آن حجر
تو ز غیر علم عشق ار دل نہی	سنگ استنجا بہ شیطان میدہی
لوح دل از فضلۂ شیطان بشو	ای مدرس درس عشقی ہم بگو
چند چند از حکمت یونانیان	حکمت ایمانیان را ہم بدان
چند زین قصہ و کلام بی اصول	مغز را خالی کنی اے بو الفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف	از اصول عشق ہم خوان یکدو حرف

جاننا چاہیئے کہ اس عالم ظاہری میں کوئی لذت حکومت اور ریاست سے بڑھکر نہیں ہے جس کے واسطے اہل ہمت تمام مزے کھانے پینے عیش آرام کے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کم ہمت ہوتے ہیں وہ عیش و آرام کے لطف میں بھکر اُس مزہ کو کھو دیتے ہیں اسیطرح پر جو بڑے عالی ہمت ہیں وہ اس ظاہری عالم کی حکومت اور ریاست کو اُس لطف اور شرف کے واسطے چھوڑتے ہیں جو کہ اسرار ربوبیت کے علم سے اُن کو حاصل ہوتے ہیں جس لذت کو کوئی نہیں جان سکتا کسی ہے یہ وہ لذت ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل پر اُس کا خیال گذرا ہے وہ لذت ہے جو ہمیشہ رہیگی اور جس میں کسی طرح کی کدورت نہیں ہر طرح سے پاک اور صاف ہے پس جو لذت اللہ جلشانہ کی معرفت میں اور

اُسکی صفات اور افعال اور نظام مملکت کے غور کرنے میں ہے وہ کسی دوسری چیز
مین نہین ہے پس جو لوگ اُس کے افعال اور انتظام پر جو کہ فرش زمین سے اعلی علیین تک
ہے غور کرتے ہین اور اُسکے قدرتون کے میدانون مین اپنے عقل کے گھوڑے
دوڑاتے ہین اور اُس کی صنعت کے انوکھے پن دل کی آنکھون سے دیکھتے ہین اور
اُسکی معرفت کے طرح طرح کی خوش ذائقہ پھلون اور میوؤن کو چکھتے ہین اور اُس کی
قدرت کے رنگا رنگ پھولون کو دیکھتے ہین اور قسم قسم کے خوشبو سونگھتے ہین وہ ہر
وقت ایسے باغون مین رہتے ہین کہ جن کا عرض آسمان و زمین سے زیادہ ہے وہ ایسے باغونکا
گلگشت کرتے ہین کہ جس باغ کا ہر چمن نئے ڈھنگ کا اور جس چمن کا ہر تختہ نئے رنگ کا
ہے ہر قطعہ مین نیا ہی شجر نظر آتا ہے ہر شجر مین بالکل نیا ہی ثمر دکھائی دیتا ہے اس باغ مین
کوئی پھول نہین جو اپنے رنگ مین اکیلا نہو اور کوئی پھل نہین جو اپنے مزہ مین اکیلا نہو
جس چیز کو دیکھے وہ اپنے گونہ مین نرالا جس پھل پر نظر کیجیے وہ اپنے ذائقہ مین دو بالا رباعی

شاخ ہزار گل و گل صد ہزار برگ	برگی ہزار رنگ و رنگے ہزار بو
نتوان حساب یافت زگلہای این چمن	در صد ہزار عمر ابد آوری نکو

پس جن لوگون نے ان جنتون کو دیکھا اور ان گلون کو سونگھا اور ان میوؤن کو چکھا
وہ کب اور کسی مین کچھ لذت پا سکتے ہین موت بھی اُن سے وہ لذت نہین چھڑا سکتی
اسلیے کہ موت صرف اُن کے احوال کو تغیر کر دیتی ہے بلکہ جو موانع اور شواغل ہین
اُن کو دور کر دیتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند

رہم یرزقون اِس آیہ سے یہہ نہ سمجھنا کہ یہہ مخصوص انھیں شہیدون کو ہے جو کہ میدان جنگ میں مارے جائیں بلکہ عاشقان جمال ایزدی ہر لحظہ ہزار بار شہید ہوتے ہیں اور ہزار مرتبہ زندہ ہوتے ہیں اور پھر ہزار مرتبہ مقتول ہوتے ہیں -

ہر زمان از غیب جان دیگر ست	کشتگان خنجر تسلیم را

الحاصل جاننا چاہئے کہ لذت پہچاننے اللہ اور اُس کے صفات اور افعال اور اسرار اور حکمتوں اُسکے سب لذتوں سے بڑھکر ہے اور یہہ لذت اُسکو نہیں حاصل ہو سکتی جو کہ دل نہیں رکھتا ہے اسلئے کہ دل ہی معدن اِس قوت کا ہے اور جو دل رکھتے ہین جب کہ وہ اللہ جلشانہ کی معرفت مین فکر کرتے ہیں اور اُن پر اسرار الٰہی کچھہ کھلتے ہین تو اُن کو وہ فرحت ہوتی ہے کہ قریب اِس کے ہو جاتے ہیں کہ اُنکو شادی مرگ ہو جاے اور مرجایں اور وہ خود تعجب کرتے ہیں کہ ایسے سرور اور فرحت کی برداشت اُن کو کیونکر ہوئی اور کیونکر متحمل اسکے ہوئے اور یہہ کیفیت وجدانی ہے نہ زبانی دل ہے اِس کیفیت کو جانتا ہے تقریر کو اس میں کچھہ دخل نہیں دل ہے وہ باغ ہے جس مین معرفت کا شجر ہے جسمیں محبت کا ثمر ہے دل ہے وہ چمن ہے جسمیں ہزارون پھول پھولتے ہیں دل ہے وہ نہال ہے جسمیں ہزارون پھل لگتے ہیں دل ہے وہ دریا ہے جس سے ہزارون در نکلتے ہیں دل ہی وہ صدف ہے جسمیں ہزارون گوہر پیدا ہوتے ہیں محبت کی کان دل ہے معرفت کا خزانہ دل ہے بوستان اُلفت جسے کہتے ہیں وہ دل ہے گلستان محبت جسے کہتے ہیں وہ دل ہی دل ہے وہ تخت ہے جسکو عرش سبحان کہتے ہیں نہیں نہیں دل ہی

وہ مکان ہے جسے لامکان کہتے ہیں دل اُسکے گھر کا نام ہے جو بے نشان ہے اُسکی حقیقت کون جان سکے یہہ اُسکی شان ہے اُسی نے دل کو یہہ وسعت دی کہ سب کی سمائی اُسمیں ہوجاتی ہے اُسی نے اسکو یہہ فراخی دی کہ سب کی گنجایش اُسمیں ہوجاتی ہے کوئی چیز نہیں کہ اُس میں نہ سما سکے کوئی شے نہیں کہ اُس میں نہ آسکے چیزوں کا ذکر چھوڑو اشیاء کا نام نہ لو وہ اُس میں سما جاتا ہے جو کہیں نہیں سماتا وہ اُس میں رہتا ہے جو کہیں نہیں رہتا وہ اُس میں نظر آتا ہے جو کہیں دکھلائی نہیں دیتا وہ اُسمیں ٹھہرتا ہے جو کہیں نہیں ٹھہرتا جو زمیں پر نہیں سماتا جو آسمان میں نہیں آتا وہ دل ہی میں آجاتا ہے نہ زمین میں یہہ گنجایش نہ آسمان میں یہہ وسعت جو مومن کے دل میں ہے

مولانا فرماتے ہیں

آسمان را این بزرگی از کجاست	کہ دل پاک ولی اللہ راست
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز	می نہ گنجم این یقین دان ای عزیز
در دل مومن بگنجم ای عجب	گر مرا جوی دران دلہا طلب
کام در صحرای دل باید نہاد	زانکہ در صحرای گل نبود کشاد
ایمن آباد است دل ای دوستان	چشمہا و گلستان در گلستان

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کو خوف جہنم اور امید جنت تو اللہ جلشانہ سے جدا ہی نہیں کرتی اُن کو دنیا کب

اُس سے جدا کر سکیگی کسی دوست نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا
کہ کس شے نے تم کو برانگیختہ کیا ہے عبادت کی طرف اور چھڑا لیا ہے علاقہ تمہارا
خلق سے تھوڑی دیر خاموش رہے پھر جواب دیا کہ موت کی یاد نے اُنسے پھر پوچھا کہ
موت کیا ہے کہا کہ ذکر قبر و برزخ اُس نے کہا کہ قبر کیا ہے جواب دیا کہ خوف جہنم
اور امید جنت اُسنے کہا کہ یہہ کیا ہے ایک مالک ایسا ہے کہ یہہ سب کچھ اُسی کا ہے
اگر اُس سے محبت رکھے تو یہہ سب تجھے بھلا دے اور اگر تیری اور اُس کی پہچان
ہو جائے تو وہ سب اپنے ذمہ لے لے اور سب کام تیرے کر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے اخبار میں آیا ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ طالب اپنے رب کا ہے تو سمجھ لو کہ
اُس کے طلب نے اُس سے اور سب کچھ بھلا دیا ہے بعضے بزرگوں نے بشیر بن حارث کو
خواب میں کہا اُن سے پوچھا کہ ابو نصر تمار اور عبد الوہاب وراق کا کیا حال ہوا جواب دیا
کہ اُن دونوں کو میں خدا کے پاس چھوڑ آیا ہوں خوب کھاتے پیتے ہیں اُسنے پوچھا کہ تم
تم کیا کرتے ہو جواب دیا کہ اللہ جلشانہ جانتا ہے کہ مجھکو کھانے پینے کی کچھ خواہش
نہیں ہے اسلئے مجھے اجازت دیدار کی دے دی ہے کہ میں اُسکا جمال دیکھ رہا ہوں
ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آج اپنے نفس میں مشغول ہوگا وہ کل
بھی اپنے ہی شغل میں رہیگا اور جو آج اپنے رب کی طرف مشغول ہوگا وہ کل بھی اُسی
شغل میں رہیگا حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا
سے پوچھا کہ اپنے ایمان کی حقیقت بتلاؤ جواب دیا کہ اُس کی عبادت نہ جہنم کے

خوف سے کرتی ہون نہ جنت کی امید پر کہ مزدوران کم ہمت مین شمار ہون بلکہ مین
اس لیے عبادت کرتی ہون کہ اس سے محبت رکھتی ہون اور اسکے ملنے کی مشتاق
ہون اور چند اشعار پڑھے جنکا مطلب یہ ہے تجھے مین چاہتی ہون دو طرح کا
چاہنا ایک محبت خواہش کی دوسری محبت تیرے ذات کی کہ تو لایق محبت کے
ہے پس اول محبت نے مجھے ایسا تجھسے مشغول کردیا کہ اور سب بھول گئے اور دوسری
محبت نے تیرا حجاب اٹھا دیا کہ مین نے تجھے دیکھ لیا پس اس مین یا اس مین میری
کچھہ تعریف نہین ہے دونون مین تیری تعریف ہے کہ جس نے مجھے یہہ دونون نعمتین
دین اور لذت مطالعہ جمال ربوبیت بعض لوگون کو اس دنیا مین بھی حاصل ہو جاتی
ہے مگر انھین کو جن کی صفائی قلب مرتبہ غایت کو پہنچ گئی ہو ایسے ہی حالت کے پہنچنے
والون مین سے بعض نے کہا ہے کہ مین کبھی یا رب اور یا اللہ نہین کہتا اور یہہ کہنا میرے
دل پر پہاڑ سے زیادہ بھاری معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ ندا اور پکار اسکو ہوتی ہے جو
حجاب مین ہو اور جو دونون سامنے ہون وہان ندا کا کیا کام ہے اور جب اس مرتبہ پر
کوئی شخص پہنچ جاتا ہے تو خلق اسکو پتھر مارنے لگتی ہے اسلیے کہ باتین اسکی درجہ
عقل سے نکلجاتی ہین اور جو کچھہ وہ کہتا ہے لوگ اسکو جنون اور کفر سمجھتے ہین پس مقصد
اور مطلب عابدین کا صرف وصال اور لقاء رب العالمین ہے جب وہ حاصل ہو گیا
سب غم جاتے رہے اور سب خواہشین دور ہوگئین وجود ہی سے بے خبر ہوگئے پھر
کس کی خبر رکھین دل اس لذت وصال مین ایسا مستغرق ہوجاتا ہے کہ اگر دوزخ مین

ڈال دیا جائے تو اُسپر کچھہ اثر نہ ہو اگر جنت کی نعمتیں اُسکے سامنے رکھہ دی جائیں اُسے کچھہ خبر نہو پس افسوس ہے اُسکے حال پر جو کہ لذت کو صرف محسوسات پر منحصر سمجھتا ہے حالانکہ کوئی لذت اِس سے بڑھکر نہیں ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے (و ہجرہ اعظم من نارہ و وصلہ اطیب من جنتہ) کہ جدائی اُسکی دوزخ سے بڑھکر ہے اور وصال اُسکا جنت سے بہتر ہے اور اِس لذت کا لطف صرف اُسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو کہ درجہ بدرجہ ترقی پاکر اِس لذت کے مزہ سے واقف ہو گیا ہو اسلئے کہ کوئی لذت ایسی نہیں ہے کہ جسکے مزے سے وہ لوگ واقف ہو سکیں جو کہ اُس درجہ تک نہیں پہنچے دیکھا جاتا ہے کہ جب تک انسان لڑکا رہتا ہے اُسکو کھیل اور تماشا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور اُسی کو وہ بڑی لذت جانتا ہے پھر جب وہ بڑا ہوتا ہے تب پوشاک اور خوراک اور زیب و زینت کے مزے سے آگاہ ہوتا ہے اُس وقت اُس لطف کے آگے کھیل و تماشے کی حقارت کرتا ہے جب جوان ہوتا ہے تب حسینوں کی صحبت اور محبوبوں کی اُلفت کے مزے سے آگاہ ہو کر سب کو اسکے سامنے برا جانتا ہے جب ریاست اور حکومت کی لذت سے آگاہ ہوتا ہے تب سب کو چھوڑکر اسی کو اعلی اور بہتر لذت سمجھتا ہے کہ اُس کا جاہ و جلال اور عزت و اقبال اور رعب داب اور شان و شکوہ اور حکومت اور ریاست سب سے بڑھکر ہو اور در حقیقت دنیا کی آخری لذت یہی ہے اِسی طرح پر جب کہ انسان اللہ جلشانہ کی معرفت کی لذت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو وہ ریاست اور حکومت بھی چھوڑ بیٹھتا ہے

اور وہ سب کو حقیر جانتا ہے تب رؤسا اور امرا اُس پر ہنستے ہین جس طرح بڑے
لڑکے کھیل چھوڑنے پر بڑون کو ہنستے ہین اُس وقت اُن ہنسنیوالون سے عارفین کہتے
ہین کہ (ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون) کہ تم ہم سے ہنستے ہو
ہم بھی جلد تم کو ہنسینگے اور قریب ہے کہ تم جان لوگے۔

بیان اسکا کہ لذت دیدار اُسیکو آخرت مین زیادہ ہوگی جسکو دنیا مین معرفت اُسکی حاصل ہے

جاننا چاہیے کہ مدرکات کی دو قسمین ہین ایک وہ جو کہ خیال مین آسکے دوسرے وہ جو کہ
خیال مین نہ آسکے اول قسم مین صورتین اور اجسام اور شکل اور رنگ داخل ہین دوسری قسم
مین ذات سبحانہ تعالی کی اور وہ شے داخل ہے جو کہ جسم نہین رکھتی مثل علم اور ارادہ
وغیرہ کے اور جس نے کسی انسان کو دیکھا ہو پھر آنکھہ بند کرلے تو خیال مین اُس کی
صورت کو اُسی طرح پر پاویگا کہ گویا وہ دیکھہ رہا ہے لیکن جب آنکھہ کھول کر دیکھیگا تو
اُس کو زیادہ صاف پائیگا پس خیال اول ادراک ہے اور رویت یعنے دیکھنا کمال
ادراک ہے پس جس طرح متخیلات کے دو درجے ہین اسی طرح کی معلومات کے دو درجے
ہین ایک درجہ اولی ہے دوسرا درجہ کمال کا ہے پس جس طرح پر متخیلات کے دیکھنے
مین اللہ جلشانہ نے یہہ قاعدہ رکھہ دیا ہے کہ آنکھہ بند کرنے سے حجاب ہوجاتا ہے اور
رویت کامل نہین ہوتی اور صرف خیال رہتا ہے اسی طرح پر جو معلومات کہ خارج از
خیال ہین اُن کا دیکھنا نہین ہوسکتا جب تک کہ نفس پر حجاب عوارض بدنی کا ہے اور

شہوات اور صفات بشری کا غلبہ ہے بلکہ حیات دنیاوی ایسا ہے اُسکے لئے حجاب
ہے جیسا کہ پلکیں آنکھ کے دیکھنے کی حجاب ہیں اور اسی لئے اللہ جلشانہ نے حضرت
موسی سے کہا کہ لن ترانی اور فرمایا لاتدرکہ الابصار یعنے اس دنیا میں نہ دیکھ سکو
اور صحیح یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو اللہ جلشانہ کو نہیں دیکھا
پس جب کہ حجاب زندگی بہ سبب موت کے اُٹھہ جاتا ہے نفس کدورت دنیا میں ملوث
باقی رہ جاتا ہے پس اگر کدورت غالب ہے اور قابل صفائی کے نہیں ہے تو مثال
اُس آئینہ کے ہے کہ جس کے جوہر کو زنگ نے کھا لیا ہو اور کچھہ بھی قابلیت اصلاح
کی نہ رہی ہو یہہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے شان میں آیا ہے (کلا انہم عن ربہم یومئذ
لمحجوبون) کہ وہ ہمیشہ حجاب میں رہینگے اور ابدالاباد مخلد فی النار رہینگے عیاذاً باللہ
اور اگر کدورت نے بالکل خراب کردیا ہو اور قابل اصلاح کے رکھا ہو تو وہ آگ
میں واسطے اصلاح کے ڈالے جاوینگے اور جس قدر کدورت ہوگی اُتنا ہی عرصہ اُن کے
آگ میں رہنے کا ہوگا تاکہ اُن کی کدورت جاتی رہے کمتر درجہ اُس کا ایک ساعت اور
بڑھ کر سات ہزار برس ہیں اور کوئی نفس نہیں ہے کہ اس عالم سے گذر کرے اور
کچھہ کدورت نہ ہو گو کہ وہ بہت ہی کم ہو اسی لیئے فرمایا ہے (وان منکم الا واردہا
کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین تقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا) پس اس امر کا
جو یقین ہے کہ آگ پر گذرنا ہوگا اور اُس سے بچکر نکلجانے کا یقین نہیں ہے پس
جب کہ اللہ جلشانہ اُس کو اچھی طرح پر پاک اور صاف کریگا اور وعدہ پورا ہو جاوےگا

تب وہ لایق اسکے ہوگا کہ اُس مین تجلی جمال ہووے اور یہہ تجلی جمال ہر شخص مین جو بہشت
پائیگا مطابق اسکے استعداد اور معرفت سکے ہوگی اور اسی کا نام رویت اور دیدار
ہے نہ وہ رویت اور دیدار کہ جو مخصوص بہ صورت اور حیثیت اور مکان کے ہو کہ اللہ
جلشانہ اس سے پاک ہے بلکہ یہہ رویت اسی رویت کا کمال ہے جس کو معرفت کہتے
ہین اور جو کہ اس عالم مین بھی حاصل ہوتی ہے اور جسکی طرف اس آیہ کریمہ مین ارشاد ہے
(نورہم یسعی بین ایدیہم وبایمانہم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا) کہ ان کا نور ان کے آگے
اور داہنے طرف ہوگا اور وہ یہہ پکارتے ہونگے کہ الہی ہمارے اس نور کو پورا کر یعنے
وہی معرفت جو اُن کو اس دنیا مین حاصل ہوتی تھی اس کا انکشاف کامل چاہینگے اور
اسی واسطے رویت اور دیدار کے مرتبے کو وہی لوگ پہنچینگے جو کہ دنیا مین اُسکی معرفت
کے مرتبہ پر پہنچ چکے ہین اسواسطے کہ معرفت ہے وہ بیج ہے جو بڑھتے بڑھتے آخرت
مین نام رویت پکارا جائیگا جس طرح دانہ بڑھتے بڑھتے آخر کو درخت کہلایا جاتا ہے
جس نے دانہ زمین مین نہ ڈالا ہو وہ درخت کہان سے لائیگا پس جس نے دنیا مین اللہ
کو نہ پہچانا ہو وہ آخرت مین کسطرح دیکھہ سکیگا سچ فرمایا ہے (من کان فی ہذہ اعمی فہو
فی الاخرۃ اعمی) یعنے جو یہان اندھا ہے وہ وہان بھی اندھا رہیگا اور جیسے کہ
معرفت کے بہت سے درجات ہین اور رویت کے بھی بہت سے درجات ہونگے
لیکن جس نے دنیا مین اسکو کچھہ بھی نہ پہچانا ہو وہ آخرت مین اُسکو کچھہ بھی نہ دیکھیگا اور
جس نے دنیا مین کچھہ بھی لذت معرفت کی نہ پائی ہو وہ آخرت مین کچھہ بھی لذت رویت

کی نہ پائیگا اسلئے کہ جو دنیا مین ہوا ہوگا وہی وہان کا ہیکا حشر آدمی کا اُسی پر ہوگا جس
مین مرا ہوا اور مریگا اُسی حالت پر جس مین تمام عمر رہا ہوگا پس اصل سعادت معرفت ہے
جسکو شرع نے بلفظ ایمان تعبیر کیا ہے اگر کوئی کہے کہ اگر رویت کی لذت معرفت
کی لذت کے مطابق ہوگی تو یہ لذت معرفت ایسی نہین ہے کہ جس
کے لئے تمام نعمتین جنت کی چھوڑدی جائین پھر کیونکر وہ لوگ کہ جو رویت کی لذت
پائینگے جنت کے نعمتون کو چھوڑینگے جواب اُس کا یہ ہے کہ اب بھی عارفین کو اُسکی
ذات اور صفات کی فکر اور مناجات مین وہ لذت حاصل ہوتی ہے کہ اگر اِس دنیا مین
اُن کو اُس کے بدلے جنت ملے وہ کبھی نہ لین حالانکہ لذت معرفت کو گو کیسے ہی
کامل کیون نہ ہو کچھ مناسبت لذت رویت اور دیدار سے نہین ہے جسطرح ہر کہ عاشق
کو تصور اور خیال کی وہ لذت نہین ہے جو کہ بے حجاب آنکھ کے دیکھنے سے ہے اور
اور ہم اِسکو ایک مثال سے سمجھاتے ہین کہ دنیا مین لذت دیدار چند سببون سے
متفاوت ہوتی ہے۔

(اول) محبوب کا جمال مین کامل ہونا جتنا محبوب حسن و جمال مین کامل ہوگا اتنی ہی محب
کو اُس کے دیدار کی لذت ہوگی جسکا معشوق حسن و جمال مین کامل ہوگا اُسکا عاشق دیدار
میں بھی پوری لذت پائیگا۔

(دوسری) عاشق کی محبت اور عشق کا کامل ہونا جسکو محبت زیادہ ہوگی اُس کو
لذت دیدار اسکی بھی زیادہ ہوگی۔

(تیسری) جمال کا اچھی طرح پر دیکھنا مثلاً لطف بے پردہ جمال دیکھنے کا پردہ مین دیکھنے سے بڑھکر ہوگا۔

(چوتھی) دل کا فارغ ہونا اور کسی کا کھٹکا نہ رہنا اور کسی مانع کا پیش نہ آنا مثلاً جو عاشق صحیح و سالم ہو اور وہ کسی اور دھیان مین سوا دیدار اپنے محبوب کے نہ ہو اور کسی طرح کا اور شغل نہ رکھتا ہو اور کوئی مانع اور مزاحم نہ ہو جس سے وہ ڈرتا ہو وہ جو لطف دیدار مین پائیگا وہ لطف وہ شخص نہین پاسکتا ہے جس کا دل کھٹکے مین ہو اب خیال کرو کیا شخص کسی کو چاہتا ہے لیکن عشق اسکا کامل نہین ہے اور معشوق کو بھی دور سے پردہ مین دیکھتا ہے اور اچھی طرح پر اسکا جمال اُسے نظر بھی نہین آتا اور سانپ بچھو اُس کے بدن مین چلٹے ہوئے ہین کہ جن کے درد سے اسکا دل بھی فارغ نہین ہے پس اسکو لذت دیدار مین کیا لطف ملیگا ہان کبھی ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تو جمال محبوب کی ایک جھلک دور سے چمک جائیگی یا سانپ بچھوؤن کے کاٹنے سے ایک دم کو نجات پاگیا تو آنکھ اُٹھا کر اپنے محبوب کی طرف دیکھ لیگا لیکن یہہ دیکھنا اُس دیکھنے کو کہان پاسکتا ہے جس کا عشق بھی درجہ نہایت کو پہنچ گیا ہے اور جس کے ایذا دینوالے بھی کوئی شئے نہین ہے اور جو سب سے فارغ ہو کر منتظر دیدار بیٹھا ہے اگر کوئی حجاب مانع ہے تو وہ اسکے دور ہونیکا انتظار کر رہا ہے کہ کب یہہ حجاب اُٹھ جائے اور مین اپنے محبوب کو دیکھ لون اس بھی نسبت دیدار اور رویت سے ساتھ معرفت کے ہے کہ پردہ جو بیچ مین پڑا ہوا ہے وہ بدن ہے اور سانپ بچھو جو کاٹ رہے ہین شہوات نفسانی ہین بھوکھ پیاس غصہ رنج غم وغیرہ اور کمی

عشق کے یہ معنی ہیں جانا نفس کا دنیا میں اور نہ رکھنا شوق ملا و اعلی کا اور نہ چاہنا انتقال
اس دنیا سے پس عارف کو کیسا ہے وہ کامل کیوں نہ ہو ان کدورتوں سے بالکل مبرا نہیں
ہو سکتا پس کبھی کبھی جمال معرفت سے اسپر ایسی چمک ہو جائیگی کہ جس سے وہ دنگ رہ جاے
اور عقل اسکی جاتی رہے اور قریب ہو جاے کہ دل اسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاے لیکن یہہ
چمک فقط مثل تجلی کے ہوگی اور شواغل اور افکار سے اسکو قیام نہوگا پس موت تک یہہ
لذت معرفت صاف نہوگی ہاں جبکہ موت سے حجاب اُٹھ جائے اور حیات اصلی جو
بعد موت کے ہی ملجاے تب یہہ لذت کامل ہوگی اور وہی عیش سچا ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے
(وانما العیش عیش الاخرۃ) کہ سچا عیش عیش آخرت کا ہے پس جو شخص اس مرتبہ پر
پہنچیگا وہ ضرور اللہ جلشانہ کا ملنا چاہیگا اور جب اس کا ملنا چاہیگا تب موت کو دوست
رکھیگا جیسا کہ مولوی معنوی حضرت بلال کے حال میں لکھتے ہیں۔

چون بلال از ضعف شد ہمچون ہلال	رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال
جفت او دیدش بگفتا وا حرب	پس بلالش گفت نے نے وا طرب
تا کنون اندر حرب بودم ز زیست	تو چہ دانی مرگ چہ عیش است و چیست
گفت جفتش الفراق ای خوش خصال	گفت نہ نہ الوصال است الوصال
گفت امشب در غریبی میروی	از تبار و خویش غایب میشوی
گفت نے نے بلکہ امشب جان من	از غریبی میرود سوی وطن
گفت رویت را کجا بینیم ما	گفت اندر حلقہ خاص خدا

اور بعض مرتبہ ایسے مرتبہ کے لوگ موت کا دیر کرکے آنا چاہتے ہین تاکہ اُن کی
معرفت کامل ہوجاوے اسلئے کہ معرفت مانند تخم کے ہے اور دریا معرفت کا کنارا نہین
ہے پس اللہ جلشانہ کی حقیقت کا احاطہ محال ہے لیکن جسقدر اُسکی ذات اور صفات
اور افعال اور اسرار پر زیادہ اطلاع ہوگی اُسی قدر لذت آخرت مین زیادہ ہوگی جیسے
پھر جو شخص کہ زیادہ بیج ڈالے اور اچھی طرح پر کھیت کو بناوے اور خوب اُس کی تربیت
اور پرداخت کرے تو وہ اُسی قدر زیادہ فائدہ اٹھائیگا اور اس بیج کا بونا سوائے
دنیا کے آخرت مین ہو نہین سکتا اور نہ سوائے دل کے دوسرے کھیت مین وہ بویا جاسکتا ہے
اور نہ سوا آخرت کے دوسرے وقت کاٹا جاسکتا ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین سعادت یہہ ہے کہ زیادہ عمر اللہ جلشانہ کی طاعت مین
گذرے اس لئے کہ معرفت کا کمال اُسی وقت ہوگا کہ بہت زیادہ عمر فکر اور مجاہدہ مین
گذرے اور علایق دنیا کے جن کا ایکدم سے چھوڑ دینا دشوار ہے رفتہ رفتہ اس قدر
ترک کردیے جائین کہ تجرد مطلق حاصل ہوے پس اگر اس نظر سے کہ ابھی معرفت کامل
حاصل نہین ہوئی کوئی شخص موت کو نہ چاہے تو وہ محبت کے خلاف نہین ہے
اہل معرفت کا موت کو دوست رکھنا اس لئے ہے کہ وہ اپنے رب سے ملین اور اُس سے
ڈرنا اس لئے ہے کہ سامان جمع کرلین تاکہ بے سروسامان اپنے رب کے پاس نہ جائین
باقی اور مخلوقات کا حال یہہ ہے کہ اگر دنیا اُن کو اچھی طرح پر حاصل ہوئی اور عیش و
آرام سے اُن کی اوقات کٹنے لگی تو وہ موت سے نفرت کرتے ہین اسلئے کہ موت

اُن سے اس لذت دنیا کو چھڑائیگی اور اگر دنیا میں اُن کو تکلیف ہوئی اور رنج اور ایذا میں رہنے لگے تو وہ موت کو چاہینگے تاکہ اس رنج وغم سے نجات پائیں اور یہہ نہیں جانتے کہ موت اُنکو وہ رنج دیگی کہ جسکے مقابل دنیا کا رنج اُنکو راحت ہے غرض کہ اس تقریر سے جو ہم نے کی بخوبی ثابت ہوا کہ معنے محبت کے کیا ہیں اور عشق کسے کہتے ہیں اور لذت معرفت اور رویت کی کیا ہے اب اگر کوئی پوچھے کہ رویت باریتعالی آنکھہ سے ہوگی یا دل سے اُسکا جواب یہہ ہے کہ اس میں علما کا اختلاف ہے لیکن اہل بصیرت اس طرف توجہ نہیں کرتے اسلئے کہ کھانیوالا جو عقلمند ہوتا ہے میوہ سے غرض رکھتا ہے تاکہ اُسکے کھانے سے مزہ پائے اور یہہ نہیں پوچھتا کہ کہاں سے آیا ہے اور کس جگہہ میں بویا گیا ہے اسی طرح ہر عاشق معشوق کا دیکھنا چاہتا ہے اور اس لذت کا طالب ہے جو کہ دیدار میں ہے خواہ وہ دیکھنا آنکھہ سے ہو یا سینہ سے یا دل سے یہہ اللہ جلشانہ کی قدرت ہے کہ جس عضو کو چاہے اُس سے جو کام چاہے لے اگر پیشانی یا سینہ میں اللہ جلشانہ ایسی خاصیت رکھے کہ وہ دیکھنے لگے تو کیا تعجب ہے بہرحال اسکی بحث فضول ہے لیکن چونکہ اخبار و احادیث سے رویت ثابت ہے اور رویت کا اطلاق آنکھہ کے دیکھنے پر ہے تو ہم کو کیا ضرور ہے کہ ہم اُس سے انکار کریں اور ظاہر لفظ کو کسی باطنی امر پر بلا وجہ تاویل کریں اسلئے ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ اسی آنکھہ سے اللہ جلشانہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

بیان اُن سببوں کا جن سے محبت اللہ جلشانہ کی قوی ہوتی ہے

جاننا چاہیئے کہ سب سے خوش نصیب زیادہ قیامت میں وہ ہوگا جو سب سے زیادہ اللہ
جلشانہ سے محبت رکھتا ہوگا اسلئے کہ آخرت کے معنے یہی ہیں کہ اللہ جلشانہ کے حضور
میں حاضر ہونا اور اُسکے دیدار کا شرف حاصل کرنا اور اس سے بڑھکر خوش نصیبی عاشق کی
اور کیا ہوگی کہ فراق کے صدمے اُٹھا کر اور جدائی کے رنج دیکھکر شوق میں ڈوبا ہوا
عشق میں بھرا ہوا سب کو چھوڑ کر معشوق کو تلاش کرتا ہوا محبوب کو ڈھونڈھتا ہوا اُس
کے بارگاہ تک پہنچے اور پھر اُسکا محبوب اُس کو اپنا جمال دکھلا کر اپنا عاشق کہکر پکارے
اور ابدالاباد کو اپنے سامنے رہنے کی اجازت دیدے جہاں نہ خوف رقیب کا ہو نہ ڈر
جدائی کا نہ محبوب کے خفگی کا اندیشہ ہو نہ معشوق سے ملنے کا کوئی مانع ہو پھر وہ عاشق
جن کو یہ دن نصیب ہو اچھے وہ دن جن میں معشوق سے وصال ہو عاشقان جمال احدی
قیامت کے دن جب قبروں سے اُٹھینگے محبوب کا نام لیتے ہوئے اُس کے کوچہ کو
چلینگے ایسے شوق میں ڈوبے اور محبت میں بھرے ہوئے ہونگے کہ نہ کوئی فرشتہ
اُن کو روک سکیگا نہ کوئی ملک اُن کو تھام سکیگا دیوانوں کی طرح مدہوش بیخود ہوا
این ربی پکارتے ہوئے مستوں کی مانند گرتے پڑتے این حبیبی کہتے ہوئے اسکے در کو چلینگے
جنت کو تمنا ہوگی کہ ہم پر یہ نظر ڈالیں حوریں چاہینگے کہ ہمکو یہ دیکھیں غلمان خواہش کرینگے کہ ہمپر نگاہ
کریں وہ آنکھہ اوٹھا کر بھی کسی کے جانب نہ دیکھینگے گوشہ چشم سے بھی کسی کے طرف نگاہ نکرینگے سب
کی ہوس دلمیں رہجائیگی اُن کا نغمہ یہہ ہوگا کہ آج وعدہ دیدار ہے اُن کا ترانہ یہہ ہوگا کہ آج وصال دلدار ہے

ہذا یوم سعادۃ مرحبا یوم الوصال   باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال

اس حالت سے جب وہ دلدادے دردلدار تک پہنچینگے تب ارنی کا غل مچائینگے اور اگر ہزار لن ترانی اُن کو سنائی جاوے الٹ سینگے اور بار بار یہی پکارینگے کہ کہان ہی وہ دلدار جس نے دیدار کا وعدہ آج پر رکھا تھا کہان ہے وہ محبوب جس نے حجاب اُٹھا دینیکا اقرار آج پر کیا تھا کیا آج بھی ہم مشتاق لوٹ جائینگے کیا آج بھی ہم بے دیکھے چلے جائینگے

از جمال لایزالی بر نداری گر نقاب	عاشقان لاابالی را بماند دل کباب
عاشقان نے حور خواہند نے بہشت از بہرِ آن	فارغ اند از کتخدائی خانمان کردہ خراب

غرض کہ عاشقان احدی اس طرح پر قبروں سے اُٹھینگے

پردہ محشر بدرند عاشقان چون از لحد	سر برآرند با دل پر آتش و چشم پر آب
با دل مجروح میگریند و میگویند کو	آنکہ کردہ وعدہ دیدار خود روز حساب
بے تماشائے جمالت میچ گوید روز حشر	در صف بیگانگان یا لیتنی کنت تراب

پس اللہ جلشانہ ان مشتاقوں پر حجاب اپنی اُٹھا دیگا اور بے پردہ اُن کو اپنا جمال دکھلا دیگا پس وے مشتاق اپنے پروردگار کو اس طرح پر دیکھینگے جس طرح پر کہ چودھوین رات کے چاند کو دیکھتے ہیں اور ہمہ تن چشم ہو کر اُسکے جمال کی دید مین مستغرق ہو جائینگے جب اُن سے پوچھا جائیگا کہ ہل امتلئتم تمہارا جی بھر گیا وہ کہینگے ہل من مزید کہ ابھی نہین ابھی نہین ذرا اور دیکھ لینے دے ۔

ابھی ہمنے جی بھرکے دیکھا نہیں ہے	تیرا منھہ چھپانا نہیں دیکھا جاتا

اِس لذت کو اور بڑھا اور اپنا حسن اور دکھلا اور ہر دم ایک لطف تازہ اُن کو دیدار میں ملتا جائیگا اور جس قدر حجاب اُن کی نظر سے اُٹھتا جاویگا اُسی قدر اُن کا شوق بڑھتا جائیگا خوشا حال اُن لوگوں کا جنکو یہہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو۔

چاشنی درد تو در کام ما	تا ابد ای دوست حلاوت دہد
درد پیاپی رسد انعام ما	عاشق دیوانہ و مستیم ازان
بازبر آمد قمر از بام ما	محیی بہ محبوب نظر کرد و گفت

جاننا چاہئے کہ عاشقان جمال ایزدی جو محبت کے اعلی درجہ پر پہنچ جاتے ہیں ہر لحظہ منتظر موت کے رہتے ہیں کہ کب وہ وقت آئے کہ ہم اس زندان سے نکلیں اور اپنے محبوب کے گلستان میں پہنچیں اسی واسطے خبر میں آیا ہے کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت پل ہے جو کہ پہنچا دیتا ہے محب کو محبوب کے پاس اور ہر وقت عاشقان ایزدی دنیا کو اپنے واسطے قفس اور زندان سمجھکر اُس سے نکلنے کے خواہاں رہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس عالم میں مثل مسافر اور غریب کے جانکر مشتاق اپنے وطن میں پہنچنے کے رہتے ہیں اور کیوں نہ رہیں کسی عاشق نے خوب کہا ہے کہ

چرا نہ خاک سر کوی یار خود باشم	چرا نہ در پے عزم دیار خود باشم
بشہر خود روم و شہریار خود باشم	غم غریبی و محنت چو بر نمی تابم
ز بندگان خداوندگار خود باشم	ز محرمان سراپردہ وصال شوم

بود کہ لطف ازل رہنمون شود حافظ	وگرنہ تا بہ ابد شرمسار خود باشم

الحاصل یہہ معلوم ہوا کہ لذت دیدار سب سے بڑھکر ہے اور یہہ لذت اُسی قدر زیادہ ہوگی
جسقدر محبت زیادہ ہوگی اور محبت اللہ جلشانہٗ کی فقط دنیا ہی میں حاصل ہوسکتی ہے اور اگرچہ اصل محبت سے اللہ
جلشانہٗ کے کوئی مومن خالی نہیں ہے لیکن غلبۂ محبت جسکو عشق کہتے ہیں اُس سے اکثر محروم
ہیں اور وہ دو سبب سے ہوتا ہے ایک علاقہ دنیا کا قطع ہوجانا اور دل کا سوائے اللہ
کے اور کی محبت سے خالی ہوجانا اسلئے کہ دل مثل برتن کے ہے جب کسی برتن میں پانی
بھرا ہو سرکہ اُس میں نہ سمائیگا جب تک کچھہ خالی نہ ہووے جس قدر پانی سے خالی ہوگا اُسقدر
سرکہ بھرا جائیگا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے (ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ) کہ اللہ نے
ایک شخص کے دو دل نہیں بنائے ہیں اور کمال محبت یہی ہے کہ تمام دل سے صرف اللہ کی
محبت رکھے اگر ذرا بھی کسی دوسرے کے طرف ملتفت ہوگا اُسی قدر نقصان اللہ جلشانہٗ
کی محبت میں ہوگا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے (ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا) کہ جن
لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اُس پر قایم رہے بلکہ (لا الہ الا اللہ) کی
بھی اصل معنے یہی ہیں کہ کوئی معبود اور کوئی محبوب سوائے اللہ کے نہیں ہے اور جو محبوب
ہے وہی معبود ہے اسی واسطے اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے (ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ)
اور اسی واسطے حضرت نے فرمایا ہے کہ مبغوض ترین معبودوں کا جو زمین پر عبادت کیا
جاتا ہے خواہش ہے پس معلوم ہوا کہ خواہش نفسانی بھی معبود ہے بہرحال اُن لوگوں کا
جو اللہ کے معبودیت کا اقرار کرتے ہیں اور ہوا و ہوس کو پوجتے ہیں خدا کو معبود کہتے ہیں

اور خواہش کی عبادت کرتے ہیں اور (لا الہ الا اللہ) زبان سے کہتے ہیں اور (لا الہ الا الھوا) پر عمل کرتے ہیں عمر مفت میں کھوتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے اگر سمجھتے ہیں تو کچھ نہیں کرتے فضولیات میں عمر عزیز کو ضایع کرتے ہیں اور ہر روز اپنے پروردگار سے دور ہوتے جاتے ہیں آہ آہ

قد صرفت العمر فی قیل و قال
یا ندیمی قم فقد ضاق المجال

قم و زمزم لی باشعار العجم
کی تریح الروح من ہم و غم

و ابتدا منہا ببیت المثنوی
للحکیم المولوی المعنوی

بشنو از نے چون حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

قم و خاطبنی بکل الالسنۃ
غل قلبی ینتہی من ذا السنۃ

انہ فی غفلۃ من حالہ
خائض فی قیل مع قالہ

کل آن جالب قیدا جدید
قایل من جہلہ ہل من مزید

نائم فی الغی قد ضل الطریق
ہایم من سکرہ لا یستفیق

عاکف دہرا علی اصنامہ
یتہر و الکفار من اسلامہ

کم انادی وہو لا یصغی التناد
وافوادی وافوادی وافواد

یا بہائی اتخذ قلبا سواہ
فہو ما معبودہ الا ہواہ

غرض کہ منجملہ اسباب ضعف محبت اللہ جلشانہ کے غلبہ محبت دنیا سے یہانتک کہ اگر کسی کو آواز طیور اور نسیم سحر خوش کرے تو وہ خوشی بھی دنیا کی نعمتوں سے خیال کی جائیگی اور

اُسی قدر کمی محبت اللہ جلشانہ کی ہوگی اور کسی کو دنیا میں سے کچھہ نہیں ملتا جب تک کہ اُس قدر حصہ آخرت سے کم نہ کرلیا جاے اور یہہ امر ضروری ہے جس طرح پر انسان پورب کو ایک قدم بھی بڑھاویگا ضرور اُسی قدر پچھم سے دور ہوگا اور اگر کوئی ایک عورات کو خوش کریگا تو اُتنا ھی اُسکی سوت کو ناراض کریگا دنیا اور آخرت مثل دو سوتوں یا پورب پچھم کی ہیں

دوسرا سبب

محبت کے قوی ہونے کا قوت معرفت ہے جس قدر معرفت زیادہ ہوگی اُسی قدر محبت زیادہ ہوتی جائیگی اور یہہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ دل تمام دنیا کی شغلوں اور کاموں سے صاف اور پاک نہ ہوجاے اور جب کہ دل دنیا سے پاک ہوجاے تب چاہیئے کہ ذکر اور فکر میں ہمیشہ مشغول رہے اور اُسکی صفات اور ملکوت سموات اور ارض پر دھیان لگائے اس واسطے کہ کوئی ذرہ آسمان و زمین سے ایسا نہیں ہے کہ جو اُسکی حکمتوں اور عجائب نشانیوں سے خالی ہو جس ذرہ پر نظر کیجائے وہ اُس کی قدرت کاملہ پر شہادت دیتا ہے اور جس برگ درخت پر تامل سے نگاہ کیجاے اُسکی حکمت بالغہ پر دلالت کرتا ہے کوئی دانہ زمین سے نہیں اُگتا کہ اپنے بونے والے کی توحید پر ہزار زبان سے اقرار نہ کرتا ہو اور اپنے اُگانیوالے کی قدرت پر ہزار طرح سے شہادت نہ دیتا ہو

وحدہ لاشریک لہ گوید	ہر گیاہی کہ از زمین روید

جس درخت پر نظر کی جاے ہر ورق اُس کا اللہ جلشانہ کے وحدانیت کا مقر ہے جس

ورق پر غور سے خیال کیا جاے اسکی معرفت کا دفتر ہے دیکھنیوالا چاہیے دلنشین

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار		ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

پس جب غور سے ان چیزون کے طرف نظر کے جاسے اور اسکے قدرتون ہر جو کہ ہر ذرا
اور ہر ذرہ سے عیان ہین تامل کیا جاے تو معرفت اسکی بڑہتی جائیگی اور جب معرفت بڑہتی
جائیگی تب خواہ نخواہ دل پر محبت کا غلبہ ہوتا جائیگا کہ ایسے قادر مطلق اور صانع برحق سے
بڑھکر کون ہے جس سے محبت کیجاے جسکے قبضہ قدرت مین از فرش تا عرش اور از زمین تا
آسمان اور از ملک تا ملکوت ہے جس نے ہزارون عجائب و غرائب سے آسمان و زمین کو آراستہ
کیا اور ایک ایک ذرہ مین اپنی قدرت کو ظاہر کر دیا اور پھر جو کچھہ اُس نے بنایا اور جس کو
پیدا کیا وہ صرف ہمارے واسطے بنایا اور پھر وہی ہر وقت ہمارے حفاظت کرتا ہے ہم کو
روزی دیتا ہے دشمنون سے بچاتا ہے موذیات سے پناہ مین رکھتا ہے مصیبت کے وقت
کام آتا ہے درد کی حالت مین ہمارے ساتھہ رحم سے پیش آتا ہے جو کچھہ ہم کو ضرورت ہوتی
ہے پیش از سوال حاجت رفع کر دیتا ہے مصیبت اور دکھہ کو ٹالتا رہتا ہے اور ہمارے
نافرمانیون اور گناہون سے چشم پوشی کرتا ہوا ہر وقت ہمارے اوپر نظر رحم کی رکھتا ہے اور
ہم پر ماں باپ سے زیادہ مہربانی کرتا ہے اور آخرت مین ہمارے واسطے اُن نعمتون کو مہیا
کیا ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھہ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا تو تعجب ہے کہ ایسے پروردگار رحیم
خدای کریم کو چھوڑ کر دوسرون سے محبت کرین جو کبھی ہمارے ساتھہ رہ نہین سکتے اور جو
کچھہ ہمارے واسطے کر نہین سکتے اور جن کو کسی قسم کی قدرت اور کسی طرح کی طاقت نہین ہیں

ان باتون کو غور کرنے اور سوچنے سے دل کو خواہ نخواہ ایسی محبت اللہ کے ہو جانے گے کہ وہ سکو ہو لکر اوسی کے محبت مین اور محبت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچکر آخرت مین اس مرتبہ پر پہنچ جائیگا جسکی خبر اللہ جلشانہ دیتا ہے کہ (فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر) افسوس ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنے بندون کے واسطے کیا کیا نعمتین رکھی ہین اور ہم بندے اپنے جہالت اور نادانی سے اس سے بھاگتے پھرتے ہین اور وہ ہم کو اپنے پاس بلاتا ہے اور ہم دور ہٹتے جاتے ہین سچ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (انکم تتہافتون علی النار تہافت الفراش وانا اخذ بحجزکم) کہ تم گرتے ہو آگ مین جس طرح پروانے گرتے ہین اور مین تمھاری کمر پکڑکر تم کو بچاتا ہون اللہ جلشانہ سب مسلمانون کو اپنے اور اپنے رسول کی محبت عطا کرے۔

طلبگار عہد الست کند	گر بوی از عشق مستت کند
وز انجا ببال محبت پری	بہ پای طلب رہ بدانجا بری
نماند سراپردہ الاجلال	بدرد یقین پردہای خیال

بیان اسکا کہ کیا سبب ہے کہ انسان اللہ جلشانہ کی محبت مین متفاوت ہین

جاننا چاہیے کہ تمام مومنین اصل محبت مین اللہ جلشانہ کے شریک ہین اسلئے کہ وہ اصل ایمان مین باہم شریک ہین لیکن تفاوت اُنکا محبت مین بسبب تفاوت معرفت اور محبت دنیا کی ہے اور اکثر شخص ایسے ہین کہ وہ اللہ جلشانہ کے کسی صفات سے خبر نہین مگر چند نامون سے جنکو اُنکے کانون نے سنا اور اُسکو انھون نے یاد کر لیا اور اپنے نزدیک اُس کے معنے ایسے قرار دے لئے کہ جن سے اللہ جلشانہ پاک ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ

کہ اُن اسماء وصفات کی حقیقت پر تو اُن کو اطلاع نہین ہوتی اور اُن کے معانی فاسد بھی
اپنے خیال مین نہین جمائی بلکہ اُس پر ایمان لے آئے اور جیسا سُنا اُس کو تصدیق کر لیا اور عمل
کی طرف متوجہ ہو گئے اور بحث اور مباحثہ کو چھوڑ بیٹھے تو یہی لوگ اہل سلامت مین اور آفتون
سے محفوظ ہین اور انھین کو اصحاب الیمین کہتے ہین اور جنھون نے اُس کے اسماء اور صفات کے
معانی فاسد اپنے ذہن مین جمائے ہین وہ لوگ گمراہ ہین اور جو لوگ حقیقت تک کے جاننے والے
ہین وہ مقربین مین سے ہین اور تینون قسم کے لوگون کا اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک
مین ذکر کیا ہے (فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم)

بیان اُس سبب کا کہ جس سے معلوم ہو کہ خلق کی سمجھ اللہ جلشانہ کی معرفت مین کیون قاصر ہین

جاننا چاہئے کہ سب موجودات سے ظاہر تر اور روشن تر ذات باریتعالیٰ کی ہے تو
چاہئے کہ اُس کی معرفت بھی سب سے اول اور سب سے بیشتر اور سب سے سہلتر ہووے
حالانکہ معاملہ برخلاف اس کے ہے سبب اسکا یہہ ہے کہ عقول ہماری ضعیف ہین اور
جمال حضرت الٰہی روشنی مین نہایت درجہ پر ہے پس کمال اشراق اور ظہور باعث خفا اور
احتجاب ہے جیسی کمال روشنی آفتاب کی خفاش کے آنکھون کے واسطے حجاب ہے پس پاک ہے وہ جس نے اپنے نور کو
اپنے ذات کا حجاب بنایا اور اپنے ظہور کو ہمارے آنکھون کے واسطے پردہ کر دیا لیکن جسکی بصیرت قوی ہوتی ہے اور
اللہ جلشانہ اسکی بصارت کو طاقت دیتا ہے تو وہ اُس ظہور کی حقیقت سے واقف
ہو کر معرفت کی حقیقت پر موافق اپنے قوت کے پہنچ جاتا ہے وہ کسی فعل کو نہین دیکھتا

کہ اللہ کے طرف منسوب نہ کرتا ہو اور فاعل حقیقی اُس کو نہ سمجھتا ہو وہ کسی غیر کا وجود ہی نہین جانتا بلکہ یہہ خوب سمجھ لیتا ہے کہ ہستی مین کوئی نہین ہے مگر اللہ اور افعال اُس کے اُسکی قدرت کے آثار ہین کہ اثر ہین پس وہ تابع اُسی کے ہین پس اُن کو کوئی وجود سوائے اُسکے نہین ہے پس جب فعل کو وہ دیکھتا ہے فاعل کے طرف نظر کرتا ہے اور مصنوعات کو دیکھ کر صانع کی صنعت پر خیال کرتا ہے پس کسی غیر کی طرف آنکھ اُس کی نہین اُٹھتی اور کسی کو موجود نہین سمجھتا جس طرح پر کوئی شخص کسی شاعر کا شعر یا مصنف کی تصنیف یا مولف کی تالیف دیکھے تو اُس کی نظر درحقیقت اُس شاعر اور مصنف اور مولف پر ہوگی نہ اُس شعر اور تصنیف اور تالیف پر اور یہہ ظاہر ہے کہ تمام عالم تصنیف اللہ جلشانہ کی ہے پس جس نے اُس کی طرف دیکھا یہہ سوچکر کہ یہہ فعل اللہ کا ہے اور اُسی کا فعل تصور کرکے اُس سے محبت کی تو وہ ہر چیز مین اللہ ہی کو دیکھیگا اور اُسی کو پہچانیگا اور اُسی کو چاہیگا اور وہی کیا موحد اور سچا مومن ہوگا بلکہ اپنے آپ کو بھی نہ دیکھیگا مگر یہی کہ مین بھی اُسکا بندہ ہون اور درحقیقت کچھ وجود نہین رکھتا اور یہی اُس مرتبہ پر پہنچیگا کہ جس کو فنا فی التوحید کہتے ہین اور جو لوگ کہ اِس درجہ پر نہین پہنچے وہ صرف بسبب قصور اپنے فہم کے ہین کہ اِس درجہ پر پہنچنے کی سمجھہ نہین رکھتے اور افعال اور آثار کو اِس عالم کے ظاہری افعال اور اسباب پر ختم کرکے اُسکے فاعل حقیقی تک نہین پہنچتے

اللہ جلشانہ کی طرف شوق کرنیکے معنے کا بیان

جاننا چاہیے کہ جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا اِنکار کرتا ہے ضرور وہ شوق کی حقیقت

سے بھی انکار کریگا حالانکہ ہم ثابت کرینگے کہ اللہ جلشانہ کے طرف شوق کرنا واجب ہے اور بیان اسکا یہہ ہے کہ شوق نہیں ہوتا ہے مگر اُس چیز کے طرف کہ کچھہ اسکا ادراک ہو اور کچھہ ادراک نہو اگر بالکل ادراک نہو تو اشتیاق کیونکر ہوگا جس طرح پر کہ کسی شخص کو کسی نے نہ دیکھا ہو نہ اسکی صفت سُنی ہو تو وہ کیونکر اُسکا مشتاق ہوگا اور اگر بالکل ادراک ہو تب بھی اشتیاق نہوگا اسلئے کہ کامل ادراک رویت سے ہے اور جو اپنے محبوب کو ہر وقت دیکھتا ہو گا تو وہ اُسکا مشتاق کیونکر ہوگا پس ثابت ہوا کہ اشتیاق اُسی وقت تک ہے کہ کچھہ ادراک ہو اور کچھہ نہ ہو اور وہ دو وجہوں سے ہوتا ہے کہ جسکو ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہیں مثلاً کسی کا معشوق کسی سے جدا ہو جاے اور اُسکے دل میں اُسکا خیال رہ جاے تو ضرور وہ عاشق مشتاق ہوگا کہ دیدار اُسکا نصیب ہو لیکن اگر اُسکے دل سے اُس کا خیال جاتا رہے اور وہ بھول جاے تو اشتیاق باقی نہ رہیگا اور اگر دیدار نصیب ہو جائیگا تب بھی اشتیاق کا اطلاق نہ رہیگا پس شوق کے معنے یہہ ہیں کہ جو خیال دل میں ہے اُسکے کامل ہونے پر نفس کا مشتاق ہونا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے پر بھی شوق باقی رہتا ہے یعنے کمال رویت نصیب نہیں ہوتی مثلاً اپنے محبوب کو دیکھہ تو لیا لیکن روشنی میں نہیں دیکھا کہ جس سے اچھی طرح پر صورت نظر آوے تب بھی شوق اسکا باقی رہتا ہے کہ جمال اُس کا روشنی میں دیکھا جاے تاکہ اچھی طرح پر اُس کی شکل و صورت دیکھنے میں آئے اور دوسری وجہ اشتیاق کی یہہ ہے کہ اپنے محبوب کا چہرہ تو دیکھہ لیا لیکن اُس کے خال و خط کے

دیکھنے کی تمنا باقی رہ گئی پس خواہ مخواہ دل کو اُس کے سب اعضا کے حسن و جمال اور ایک ایک خط و خال کے دیکھنے کا شوق ہوتا ہے اور یہہ دونوں وجہیں اشتیاق کی اللہ جلشانہٗ کی نسبت متصور بلکہ لازم ہیں اس لیے کہ امور الٰہی کی معرفت اگرچہ عارفین کو کسی قدر حاصل ہو جاے لیکن وہ صاف طرح پر نہیں ہو سکتی بلکہ اس طرح پر ہوگی جسطرح پر کسی چیز کو پردہ میں سے دیکھا بلکہ معرفت خیالات کی تکدرات سے کبھی اس دنیا میں خالی نہیں رہ سکتے پس اچھی طرح پر حاصل ہونا معرفت کا صرف آخرت میں ہوگا کہ وہیں مشاہدہ اور تجلی کا تمام ہو سکتا ہے پس یہہ ایک سبب عاشقین اور عارفین کے شوق کا ہے دوسرے یہہ کہ امور الٰہی کی انتہا نہیں ہے اور اگر کسی پر کچھہ حقیقت کھلتی ہے تو وہ بھی کسی کسی چیز کی اور باقی امور جس کی انتہا نہیں ہے ایسے ہی پوشیدہ رہ جاتے ہیں اور اہل معرفت جانتے ہیں کہ جن کا علم انکو ہوا ہے اُن سے بہت زیادہ ابھی پردہ غیب میں پوشیدہ ہیں اس لیے اُن کی معرفت کا شوق باقی رہتا ہے اور جس قدر امور الٰہی جو پوشیدہ ہیں کچھہ کچھہ کھلتے جاتے ہیں اُسی قدر اور شوق بڑھتا جاتا ہے اور چونکہ نہ امور الٰہی کی انتہا ہے اور نہ اہل معرفت کے شوق کی تو یہہ شوق کبھی کم نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ اہل محبت اسی شوق میں غرق رہتے ہیں اور رہینگے

مرا کمال محبت ترا کمال جمال	دمی مباد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

اور منجملہ اُن دو شوقوں کے جن کا ہم نے بیان کیا پہلا شوق دنیا میں پورا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ رویت اور مشاہدہ یہاں حاصل نہیں ہو سکتا۔

حکایت

حضرت ابراہیم ادہم نے جو کہ مشتاقان جمال احدی سے تھے ایک روز حضور میں اپنے
محبوب رب الارباب کے عرض کیا کہ الہی اگر کسی کو تو نے وہ چیز دی ہو جس سے اُس کا
دل تیرے ملنے سے پہلے ٹھہر جاے اور اُسکی جلن کم ہو جائے تو وہ مجھے بھی عطا کر اسلیئے
کہ اضطراب نے مجھے ہلاک کر دیا اور بیقراری نے میرا کام تمام کر ڈالا حضرت ابراہیم
فرماتے ہیں کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ جلشانہ نے مجھے اپنے حضور میں کھڑا کیا
اور فرمایا کہ اے ابراہیم تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی کہ مجھ سے تو چاہتا ہے کہ قبل میرے
ملنے کی تیرا دل ٹھہر جائے اور تیرے شوق کی آگ بجھ جائے کسی عاشق کو تو نے دیکھا
ہے کہ معشوق کے ملنے سے پہلے اُس کا دل ٹھہرا ہو میں نے کہا کہ الہی میں تیری محبت
میں اس قدر بیدل ہو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا کہتا ہوں پس مجھے معاف کر
اور سکھلا دے کہ کیا کہوں حکم ہوا کہ یہ کہو کہ الہی مجھے اپنے قضا پر راضی رکھ اور اپنے
بلاؤں پر صبر عطا کر اور اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق دے۔

حکایت

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بہ صد ہزار شوق مسجد کو چلے جب دروازہ پر پہنچے
ندا ہوئی کہ اے شبلی با این ناپاکی ہمارے گھر آنیکا قصد ہے یہ کیا بے ادبی ہے وہ
لوٹ چلے صدا آئی کہ اے شبلی ہمارے در کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے یہ کیا بے پروائی ہے
خاموش ہو کر رونے لگے آواز آئی کہ اے شبلی ہماری شکایت کرتا ہے یہ گستاخی

ہے تب ہنس دیئے حکم ہوا کہ ہم سے بیخودت ہو گیا یہہ کیسی نادانی ہے عرض کی کہ الہی
نہ آنے پاتا ہوں نہ لوٹ سکتا ہوں نہ رونے پاتا ہوں نہ ہنس سکتا ہوں کیا کروں غصہ
سے ارشاد ہوا کہ ہمارے اسرار کا کھلوانا چاہتا ہے اے شبلی خاموش ہو یہ سب
امتحان میں اور آزمایش چون و چرا کو دخل نہیں اس قدر سمجھ لے کہ ہم کو کسی حال مت
بھول اور ہمارے کسی فعل پر اعتراض مت کر ہمارے قضا پر راضی رہ ہر وقت اپنی
آنکھ کے سامنے ہم کو حاضر جان اگر آ تو ہمارے طرف نکال دیں تو بھاگ مگر ہمارے
ہی جانب اے شبلی ہم بندہ پر اسکی ماں سے زیادہ مہربان اور اسکے باپ سے زیادہ شفیق ہیں
اور دوسرا شوق جو ہم نے بیان کیا اسکی انتہا نہیں ہے نہ دنیا میں نہ آخرت میں اسلئے
کہ اس کی انتہا یہہ ہے کہ آخرت میں تمام جلال اور صفات اور حکمت و افعال رب العالمین کھل جاویں اور یہہ
محال ہے اسلئے کہ اسکی انتہا نہیں ہے اور جب تک کہ یہہ معلوم ہو جاوے کہ اب اس
کے جلال و جمال سے کچھہ باقی نہیں رہا اور سب کی حقیقت کھل گئی تب تک شوق کی تسکین
نہیں ہو سکتی اور یہہ محال ہے اور ظاہر ہے کہ جس قدر حقیقت جمال و جلال کھلتی جاویگی
اسی قدر بندہ مشتاق دیکھیگا کہ ابھی اسکے درجہ میں ہزارہا درجات باقی ہیں تو اس کا
شوق بڑھتا جائیگا اور چاہیگا کہ اسکا کمال حاصل ہو اور اصل وصل نصیب ہووے
تو اس شوق میں اس کو وہ لذت ہوگی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور جس قدر اس پر جلال
و جمال کی تجلی ہوتی جائیگی اسی قدر اس کی لذت بڑھتی جائیگی یہانتک کہ نہ اس تجلی
کی انتہا ہوگی نہ اسکے شوق کے لذتوں کی غایت ہوگی پس ابدالاباد تک یہی حال

رہیگا کہ دلبر کے پاس ہی اور دل نہین بھرتا اور محبوب کے سامھنے ہی اور جب نہین بھرتا

دلارام در بر دلارام جوی | لب از تشنگی خشک بر طرف جوی
نگویم که بر آب قادر نیند | که بر ساحل نیل مستسقی اند
بسر وقت شان خلق کی ره برند | که چون آب حیوان به ظلمت درند
دمادم شراب الم درکشند | وگر تلخ بینند دم درکشند
چون باد اند پنهان و چالاک پوی | چو سنگ اند خاموش و تسبیح گوی
سحرها گریند چندانکه آب | فرو شوید از دیده شان کحل خواب
فرس کشته از بسکه شب رانده اند | سحرگه خروشان که درمانده اند
شب و روز در بحر سودا و سوز | ندانند ز آشفتگی شب ز روز

بیان ان اخبار وآثار کا جو شوق سے متعلق ہین

جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعا مین فرمایا کرتے تھے کہ الہی مین تجھسے تیری قضا پر رضا اور بعد موت کے عیش اور تیرے جمال کے نظارہ کی لذت چاہتا ہون اور ابو درداء نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ جو آیت توریت مین سب سے زیادہ مخصوص ہو اسکو بتلاؤ انھون نے کہا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگرچہ ابرار میرے ملاقات کے مشتاق ہین لیکن میرا اشتیاق ان سے ملنے کا ان سے بڑھکر ہے اور اسی کے ایک طرف لکھا ہوا ہے کہ (من طلبنی وجدنی ومن طلب غیری لم یجدنی) کہ جس نے مجھے طلب کیا اُسنے مجھے پایا اور جس نے میرے سوا دوسرے کو

طلب کیا اُس نے کبھی نہیں پایا ابو درداء نے کہا کہ مین بھی شہادت دیتا ہون کہ مین نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ داؤد علیہ السلام کے اخبار
مین آیا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اے داؤد زمین والون سے کہہ دو کہ مین محبت رکھتا
ہون اُس سے جو مجھ سے محبت کرے اور اُس کا جلیس ہون جو مجھے اپنا جلیس کرے اور اسکا
مونس ہون جو میرے ذکر سے اُنس رکھے اور اُس کا مصاحب ہون جو مجھ سے صحبت رکھے
اور اسکا مختار ہون جو مجھے اختیار کرے اور اُس کا مطیع ہون جو میری اطاعت کرے
اور جو بندہ اس پر یقین کر کے اپنے دل و جان سے مجھے چاہے مین اُس کو اپنے لئے قبول
کر لیتا ہون اور مین اُسکو ایسا چاہتا ہون کہ اُس سے پہلے کسی کو نہیں چاہا جس نے میری
طلب سچے دل سے کی وہ مجھے پائیگا اور جس نے میرے سوا کسی دوسرے کو طلب کیا وہ
مجھے نہ پائیگا بس اے زمین کے رہنے والو چھوڑ دو اپنے غرور اور جہالت کو اور آؤ میری
صحبت اور میرے جلسے مین اور مجھ سے اُنس پیدا کرو مین تمھارا مونس و غمخوار ہو جاؤن
اور تمھاری محبت پر پیش قدمی کرون مین نے اپنے دوستون کا خمیر اپنے خلیل ابراہیم اور
اپنے مخلص موسیٰ اور اپنے مصطفیٰ محمد رسول اللہ کے مٹی سے بنایا ہے مین نے اپنی مشتاقون
کے دلون کو اپنے ہی نور سے بنایا ہے اور اپنے جلال کے نعمتون سے اُن کو بھر دیا ہے
جو عاشقان جمال ایزدی ہین وہ ہر دم اُسی کے شوق مین جیتے ہین اور ہر لحظہ اُسی کے عشق
مین جان دیتے ہین پکارتے ہین تو اُسی کو سُنتے ہین تو اُسی کی ذکر کرتے ہین تو اُسی کا فکر کرتے
ہین تو اُسی کے نہ اُن کو سردی ستاتی ہے نہ گرمی نہ اُن کو بھوک ایذا دیتی ہے نہ پیاس اُسکا

ذکر اُن کے بھوکھ کی غذا ہے اُس کا نام اُنکی بیماری کی دوا ہے ہر وقت اُسیکو پکارا کرتے
ہین ہردم اُسیکو بلایا کرتے ہین ہر وقت شوق مین آکر اس طرح نغمہ سرائی کیا کرتے ہین

بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما — کہ کسی نیست بجز درد تو در خانۂ ما
فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین مگشای — تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما
با احد در لحد تنگ بگوئیم کہ دوست — آشنائیم توئی غیر تو بیگانۂ ما
گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست — گویم آنکس کہ ربود این دل دیوانۂ ما

اور بعضے بزرگوں سے روایت ہے کہ اللہ جلشانہ نے بعض صدیقین سے فرمایا کہ میرے
بعض خاص بندے ایسے ہین کہ جنکو مین چاہتا ہون اور وہ میری یاد کرتے ہین اور مین
اُن کی یاد کرتا ہون وہ مجھے دیکھتے ہین مین اُنکو دیکھتا ہون وہ اس رتبہ کے ہین کہ
اگر تو اُن کی راہ پر چلے تو مین تجھے بھی چاہنے لگون اور اگر اُن کی راہ سے ہٹے تو
مین تجھ سے بغض و دشمنی رکھون اُس صدیق نے پوچھا کہ الٰہی اُن کی نشانی کیا ہے ندا
ہوئی کہ اُنکی نشانی یہ ہے کہ وہ دن کے سایہ کو ایسا دیکھتے رہتے ہین جسطرح پر کہ چرواہا
بکریون کو دیکھتا رہتا ہے اور جب آفتاب غروب ہونے پر ہوتا ہے تب وہ ایسے
بیقرار ہوتے ہین کہ جس طرح پر پرند شام کو اپنے آشیانہ مین جانے کے لیئے مضطر ہوتے
ہین اور جب رات ہوجاتی ہے اور اندھیاری گھیر لیتی ہے اور سونیوالے سو رہتے ہین
اور عاشق اپنے معشوقون سے خلوت گزین ہوجاتے ہین اور آرام کرنیوالے آرام کرتے
ہین اُسوقت وہ اپنے پاؤن سے کھڑے ہوتے ہین اور منھہ کے بل میرے سجدہ مین گر پڑتے ہین

اور میرے ساتھ مناجات کرتے ہین اور میرے انعامون کو ظاہر کر کے میری خوشامد
کرتے ہین کبھی چلاتے ہین کبھی روتے ہین کبھی آہ آہ کرتے ہین کبھی ہا ہاے مچاتے ہین کبھی
شکایت کرتے ہین کبھی شکوہ کا دفتر کھولتے ہین کبھی ہاتھ باندھ کر ادب سے میرے حضور
مین کھڑے ہو جاتے ہین کبھی بے طاقت ہو کر بیٹھ جاتے ہین کبھی رکوع مین جھک جاتے
ہین کبھی سجدہ مین گر پڑتے ہین اور مین دیکھتا رہتا ہون کہ وہ میرے لیئے کیا کیا کر رہے
ہین اور مین سنتا جاتا ہون کہ وہ غلبہ محبت مین آکر مجھ سے کیا کہہ رہے ہین محبت مین ایسے
بیخبر ہو جاتے ہین کہ نہ وہ جانتے ہین کہ کیا کرتے ہین نہ وہ سمجھتے ہین کہ کیا کہتے ہین آنکھون
سے آنسو بہاتے ہین رخسارون کو طمانچہ سے لال کر دیتے ہین دل سے اُن کے ایسی آگ
اُٹھتی ہے کہ اُس مین جل جاتے ہین سینہ سے اُن کے ایسا شعلہ بھڑکتا ہے کہ اُس مین
بھن جاتے ہین وہ لوگ ایسے ہین کہ دل اُن کا کباب ہے اور دیدہ اُن کا پر آب شوق غالب
دیدار کے طالب ہمارے قدرتون مین متحیر ہمارے اسرار مین متفکر نہ تن کا ہوش نہ جان
کا خیال زبان پر ہمارا نام ہے اور ہمارے ہی ذات سے اُن کو کام ہے کبھی اپنی نارسائی
دیکھکر آہ کر اُٹھتے ہین کبھی ہماری رحمت کا خیال کر کے ہوش مین آجاتے ہین رات
گذر جاتی ہے اور اُن کی یہی حالت رہتی ہے تمام شب سجدہ مین روتے بسر کر دیتے
ہین اور پھر نالہ اُن کا ناتمام رہ جاتا ہے صبح ہو جاتی ہے اور اُن کا قصہ بیان ہی رہ
جاتا ہے صبح کو ہوتے ہوئے دیکھکر وہ ایک نعرہ مارتے ہین اور اپنے بدبختی کی آپ ہی
شکایت کرتے ہین کہ ہم اپنی حکایت ختم نہ کرنے پائے اور صبح ہو گئی ہم ایک بات بھی پوری

نہ کرنے پائے اور سحر ہو گئی

کیا جلد صبح ہو گئی شام وصال ہائے	ہم کہہ نہ پائے یار سے کچھ ماجرا دل

جب دن ہو جاتا ہے اور آفتاب نکل آتا ہے وہ ویسے ہی دل مار کر رہ جاتے ہیں اور دن کو اور دن کی طرح بن جاتے ہیں مگر ہر دم نظر اُن کی شام پر ہے کہ کب آفتاب ڈوبے اور آدمیوں سے حجاب ملے کہ ہم اپنا باقی قصہ کہہ سناویں اور اپنی داستان پوری کریں اسی طرح پر سالہا سال گذر جاتے ہیں عمر اُن کی تمام ہو جاتی ہے اور اُن کی حکایت ختم نہیں ہوتی ایسے دلدادوں اور بخبروں کو اول جو دیتا ہوں وہ تین چیزیں ہیں ایک یہہ کہ اُن کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں کہ وہ میرے خبریں کہتے ہیں جیسا کہ میں اُن کی خبریں کہتا ہوں دوسرے یہہ کہ اگر آسمان و زمین اور جو کچھہ کہ اُن کے بیچ میں ہے اُن کے ہم وزن ہو تو انھیں کا پلہ بھاری ہو تیسرے میں بے پردہ اُن کے سامنے ہو جاتا ہوں پس کون جان سکتا ہے کہ جس کے سامھنے میں آ جاؤں اُس کو کیا کیا دوں اور حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے خبروں میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد کب تک جنت کا ذکر کروگے اور میرے شوق کا مجھہ سے سوال نہ کروگے حضرت داؤد نے عرض کی کہ الہی تیرے مشتاق کون لوگ ہیں جواب ہوا کہ اے داؤد میرے مشتاق وہ لوگ ہیں کہ جنکو میں نے سب کدورتوں سے صاف کر دیا ہے اور سب برائیوں سے پاک کر لیا ہے اور اُن کے دلوں کو ڈر سے بھر دیا ہے اور اُن کے دلوں کو سوراخ سوراخ کر دیا ہے کہ جن کے روزنوں سے وہ مجھے دیکھتے ہیں اور اُن کے دلوں کو

ہیں اپنے ہاتھ پر اُٹھا کر اپنے آسمان پر رکھتا ہوں اور پھر اپنے برگزیدہ فرشتون کو بلاتا ہون جب وہ حاضر ہوتے ہین مجھے سجدہ کرتے ہیں تب اُن سے میں کہتا ہون کہ نہین نہیں تم کو اس وقت مین نے سجدہ کے واسطے نہین بلایا بلکہ اس لیئے بلایا ہے کہ تمہارے سامنے اپنے مشتاقون کے دلون کو پیش کرون اور اُن کو دکھلا کر تمھارے اوپر مباہات کرون پس اُن کے دلون سے آسمانون کو فرشتون کے واسطے روشن کر دیتا ہون جس طرح پر کہ زمین کو زمین والون کے لیئے آفتاب سے روشن کرتا ہون اے داؤد مین نے اپنے مشتاقون کے دلون کو اپنی رضا سے بنایا ہے اور اپنے جمال کا نور اُن کو دیا ہے اُن کو اپنے واسطے مخصوص کر لیا ہے کہ وہ مجھ سے باتین کیا کرین اور اُن کے جسمون کو مین نے زمین پر اس لیئے رکھا ہے کہ مین اُن کو دیکھا کرون اور اُن کے دلون سے مین نے راہین نکالی ہین کہ جن سے مجھے دیکھا کرین ہر دم اُن کا شوق بڑھتا جاتا ہے اور ہر لحظہ اُن کا اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے سچ ہے محبت ایسی ہی چیز ہے کہ سواے محب اور محبوب کے دوسرے کو خبر نہین ہوتی سینہ کو سینہ سے اور دل کو دل سے اور آنکھ کو آنکھ سے خبر ہے اور سب بیخبر ہین ولنعم ماقیل —

از سینہ بسینہ شاہراہش ... وز دیدہ بدیدہ جلوہ گاہش
دل با دل و تن بہ تن بہم دوست ... آمیختہ چون دو مغز یک پوست
دلہا ہمہ در نشیمن راز ... بریک دگر اند پرتو انداز
این جوشش مہر در دو سینہ ... یک می بود و دو آبگینہ
یک نغمہ نشستہ در دو پردہ ... یک نشہ دو جا ظہور کردہ

خوش آنکه گرفت سایه او	در عشق به بین دریا یه او

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ الہی اپنے اہل محبت میں سے کسی کو مجھے بھی دکھلا
حکم ہوا کہ اے داؤد لبنان پہاڑ پر جاؤ وہاں تم کو چودہ آدمی ملینگے کچھ جوان کچھ
کچھ ادھیڑ جب تم ان کے پاس پہنچو ان سے میرا سلام کہنا اور یہہ پیام دینا کہ تمھارا
بعد سلام کے تم سے شکایت کرتا ہے کہ کبھی تم نے ہم سے کچھ سوال نہیں کیا حالانکہ تم
محبوب ہو تم میرے برگزیدہ ہو تم میرے پسندیدہ ہو تم میرے دوست ہو تم میرے آشنا
ہو تمھارے ہی خوشی سے میں خوش ہوں تمھارے طرف محبت سے دوڑ کر چلتا ہوں اور
تم مجھ سے کچھ مانگتے بھی نہیں پس یہہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام ان کے پاس آئے اور دیکھا
کہ وہ لوگ ایک چشمے کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے اللہ جلشانہ کی عظمت و جلال میں فکر کر رہے ہیں

نہ مانند دریا برآوردہ کف	بخود سر فرو بردہ ہمچون صدف
چو مشک اند خاموش و تسبیح گوی	چو باد اندر نہان و چالاک پوی

جب انھوں نے حضرت داؤد کو دیکھا تو سب اچھل پڑے اور چاہا کہ بھاگ جاویں حضرت
داؤد نے کہا کہ مجھ سے نہ بھاگو میں تمھارے اللہ کا قاصد ہوں تمھارے دلدار کا پیام تم کو
آیا ہوں تمھارے محبوب کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہہ سنکر سب حضرت داؤد کے پاس آئے اور اپنی
آنکھوں کو زمین کے طرف اور کانوں کو داؤد کے طرف کرکے چپ چاپ خاموش ہمہ تن گوش
ہو کر بیٹھے تب حضرت داؤد نے پیام رب العالمین ادا کیا کہ اے عاشقین جمال احدی و اے
مشتاقین جمال صمدی اللہ جلشانہ نے تم کو بعد سلام یہہ پیام دیا ہے کہ تم مجھ سے کچھ سوال

کیون ہمین پیدا کرتے ہو اور مجھسے کچھہ مانگتے کیون نہین ہو مین تمھارے باتون کا مشتاق ہون
تم میرے محبوب ہو تم میرے برگزیدہ ہو تم میرے پسندیدہ ہو تم میرے دوست ہو تمھاری
خوشی سے مین خوش ہون تمھاری محبت کی طرف دوڑکر چلتا ہون تمھاری طرف ہر وقت
اُس نظر سے دیکھتا رہتا ہون جس نظر سے مان اپنے پیارے بچہ کو دیکھتی ہے یہہ سنکر
اُنکے رخسارون پر آنسو بہنے لگے اور وہ سبکے سب رونے لگے اُن سب مین جو بڑا
تھا اُس نے کہا کہ الہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تیرے بندے اور
تیرے بندون کی اولاد مین الہی درگذر کر اُس زندگی سے جو بغیر تیرے یاد کے گذرے
اور معاف کر اُن ساعتون کو جو بغیر تیرے ذکر کے کٹین تب دوسرا بولا کہ الہی تو پاک
ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تو تیرے بندے اور تیرے بندون کی اولاد سے
ہین ہم پر تو اپنا کرم رکھہ اور جو کچھہ ہمارے تیرے درمیان معاملہ ہے اُس پر نیک نظر رکھہ
پھر تیسرا بولا کہ الہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تو تیرے بندے اور تیرے
بندون کی اولاد ہین ہم کو یہہ جرأت نہین ہو سکتی ہے کہ ہم تجھہ سے کچھہ سوال کر سکین
اور تو جانتا ہے کہ ہم کو اپنے کامون مین سے کسی کام کی کچھہ حاجت نہین ہے صرف تو
اپنی راہ پر ہمکو لگائے رہ اور ہمیشہ اپنی راہ پر رکھیو یہی تیرا بڑا احسان ہے پھر چوتھا شخص
پکارا کہ الہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تیری مرضیون کے پورا کرنے مین
قاصر ہین پس ہماری اعانت کر کہ ہم اُس مین کامل ہو جائین پھر پانچوین شخص نے کہا کہ الہی تو
پاک ہے ہم کو تو نے ایک نطفہ نجس سے بنایا اور پھر یہہ احسان کیا کہ اپنی عظمت و جلال

میں فکر کرنے کی ہم کو طاقت دی پھر بھلا جو شخص تیری عظمت میں مشغول اور تیرے جلال
میں متفکر ہوگا اور تیری قربت چاہتا ہوگا اُسکو یہہ جرات ہوسکیگی کہ اور کچھ بات
چیت کرسکے۔ سعدی

مرا با وجود تو ہستی نماند	بیاد توام خود پرستی نماند
بدان زہرہ دستت زدم در رکاب	کہ خود را نیاوردم اندر حساب

پھر چھٹواں شخص کہنے لگا کہ تیری شان کی عظمت اور تیری نزدیکی اور قربت اور تیرے
احسانوں نے جو اہل محبت پر ہیں اُن کے زبانوں کو گنگ کردیا ہے کہ طاقت ہی نہیں
رکھتی کہ کچھ کہہ سکیں پھر کس طرح سے تجھسے سوال کرسکیں پھر ساتواں شخص بولا کہ تونے
ہمارے دلوں کو اپنی یاد پر لگایا اور ہم کو اپنے شغل میں ایسا مشغول کرلیا کہ ہم سب سے
فارغ ہوگئے اِس احسان کے شکر میں جو ہمسے تقصیر ہوئی ہو اُسکو معاف کر پھر آٹھواں
شخص کہنے لگا کہ الہی تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو سوا اِسکے کچھ حاجت نہیں ہے کہ تیرا جمال
دیکھا کریں پھر نواں شخص کہنے لگا کہ غلام کو اپنے آقا کے حضور کیونکر جرأت کلام کی
ہوسکے لیکن جب کہ تونے خود دعا کا حکم دیا ہے اسلئے ہم تجھسے یہہ دعا کرتے ہیں کہ
ہم کو ایسی روشنی عطا کر کہ جس سے ہم آسمانوں کی تاریکی میں راہ پا سکیں پھر دسواں شخص
کہنے لگا کہ الہی ہماری دعا تجھسے یہی ہے کہ تو ہمیشہ ہمارے پاس رہا رہ پھر گیارھواں
شخص کہنے لگا کہ الہی ہم تجھسے یہی سوال کرتے ہیں کہ یہ جو نعمتیں تونے ہم کو بخشی ہیں اور جو
عنایت و مہربانی ہم پر فرمائی ہے اُسکو پورا کر پھر بارھواں شخص کہنے لگا کہ جو کچھ تونے

پیدا کیا ہے ہم کو کسی سے کچھ غرض نہین ہماری حاجت یہی ہے کہ تو اپنا جمال ہم کو دکھلا
پھر تیرھوان شخص کہنے لگا کہ الٰہی میری یہہ خواہش ہے کہ میرے آنکھون کو دنیا و اہل دنیا
کے دیکھنے سے اندھا کر دے اور میرے دل کو آخرت کے شغلون سے خالی کر دے نہ دنیا
پر میری نظر ہو نہ آخرت کا خیال ہو سوا تیرے میرے آنکھون کے سامنی اور میرے دل
مین اور کوئی نہو پھر چودھوان شخص کہنے لگا کہ تو بڑا بزرگ برتر ہے اور تو اپنے دوستون کو
بہت چاہتا ہے میرے اوپر تیرا بڑا احسان یہی ہے کہ میرے دل کو سب چیزون سے
جو سوا تیرے ہین خالی کر کے صرف اپنی طرف مشغول کرنے اور اپنا جمال ہم کو دکھلادے
تاکہ ہم جی جائین اپنا حجاب ہمارے آنکھون سے اٹھا دے کہ ہم ہمہ تن چشم ہو جائین
پس اس مین دیر نہ کر

بنمای رخ کہ خلقی والہ شوند و حیران	بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن بر آید

جب وہ چودہ شخص یہہ تقریر کر چکے تب اللہ جلشانہ نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ
اے داؤد تم نے میرے مشتاقون کی باتین سنین اور میرے عاشقون کی خواہشین جانین
اہل شوق اور اہل ذوق ایسے ہی ہوتے ہین اب تم ان سے میرے طرف سے کہدو کہ
مین نے تمھاری سب باتین سنین اور جس نے جو مانگا وہ مین نے دیا ہر ایک اب تم مین سے
جدا ہو جائے اور ہر ایک ایک ایک غار مین چلا جاے مین حجاب کو جو ہمارے تمھارے بیچ
مین ہی اٹھائے دیتا ہون تاکہ تم آنکھہ بھر کر میرے نور کو دیکھو اور دل بھر کر میرے جلال
کو سمجھو تب حضرت داؤد نے عرض کی کہ الٰہی یہہ لوگ اس رتبہ پر کیسے پہنچے اللہ جلشانہ

نے فرمایا کہ اے داؤد یہہ لوگ اس مرتبہ پر صرف اس سبب سے پہنچے کہ میرے ساتھ گمان
نیک رکھا اور دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ دیا اور میرے ہی ساتھ خلوتون مین مناجات
کی اور یہہ مقام وہ ہے کہ اس پر کوئی نہین پہنچ سکتا مگر وہی جو قطعاً دنیا اور اہل
دنیا کو چھوڑ بیٹھے اور کبھی اُس کی کسی چیز کا ذکر نہ کرے اور دل اُس کا بالکل دنیا اور اہل
دنیا سے خالی ہو جاے اور تمام اشیاء مین سے جو مین نے پیدا کی ہین صرف مجھی کو اختیار
کرے اُس وقت مین اسکی طرف متوجہ ہوتا ہون اور جس طرح یہہ سب کچھ چھوڑ کر میری
طرف آتا ہے مین بھی اپنی ذات کو اُس کی طرف متوجہ کرتا ہون اور جو پردہ ہمارے اُس کے
بیچ مین ہوتا ہے اسکو اُٹھا دیتا ہون یہانتک کہ وہ مجھ کو ایسا دیکھتا ہے جس طرح یہہ
اس ظاہری آنکھ سے اور لوگ ان ظاہری چیزون کو دیکھتے ہین ساعت بساعت
مین اُن پر تجلی جمال کرتا رہتا ہون اور لحظہ بلحظہ اپنے نور کو اُن پر چمکاتا رہتا ہون اور ان
اُن کو اپنا کر لیتا ہون کہ اگر وہ بیمار ہوتے ہین مین اُنکی ایسی بیمارداری کرتا ہون جیسے
ماں اپنے پیارے بچہ کی کرتی ہو اگر وہ پیاسے ہوتے ہین مین ہی اُنکو پانی پلاتا ہون اگر وہ
بھوکے ہوتے ہین مین ہی اپنے ذکر کی غذا اُن کو کھلاتا ہون جب اس طرح مین اُن
سے پیش آتا ہون تب اُن کی آنکھ دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے بالکل اندھی ہو جاتی
ہے اور ذرا بھی اُنکو التفات اُس طرف نہین رہتا اور مطلق دنیا کی طرف توجہ نہین کیا
کرتے ایک لحظہ زبان اُنکی میرے ذکر سے اور دل اُنکا میرے فکر سے خالی نہین رہتا
اور وہ مجھ تک آنیکی جلدی کرتے ہین اور مین دیری کرتا ہون وہ چاہتے ہین کہ موت اُس

جسم کی حجاب کو اُٹھادے اور کمال وصال نصیب ہو اور مین چاہتا ہون کہ چند سے
اور انکو دنیا مین رہنے دون تاکہ اُن کو اپنے مخلوقات مین سے دیکھا کرون اور اسی لیئے
اُنکی موت مین تاخیر کرتا ہون کہ وہ زندہ رہین تاکہ میرے مشتاقون سے دنیا خالی نہ رہے
اگرچہ وہ دنیا مین رہتے ہین لیکن نہ وہ میرے سوا کسیکو دیکھتے ہین اور نہ مین اُنکے سوا کسیکو
دیکھتا ہون اے داؤد اگر تو اُن کو دیکھے تو حیران رہ جا کہ بدن تو اُن کا گل جاتا ہے
اور جسم اُن کا خشک ہو جاتا ہے اور اعضا اُن کے سوکھ جاتے ہین اور جب میرا نام
سنتے ہین دل اُن کا پھٹ جاتا ہے بس یہی لوگ ہین کہ جنسے مین اپنے فرشتون اور سماوات میں اُن پر
مباہات کرتا ہون قسم ہے مجھکو اپنی عزت وجلال کی کہ اُن کو اپنے فردوس مین جگہہ
دیتا ہون اور اُن کے سینہ کو اپنے جمال سے بھر دیتا ہون وہ مجھکو دیکھتے ہین یہانتک کہ
راضی ہو جاتے ہین بلکہ اُن پر اپنے جمال کی اس درجہ تجلی کرتا ہون کہ اُن کی خواہش سے بھی
بڑھکر یہ دولت اُن کو نصیب ہوتی ہے اور حضرت داؤد سے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ
اے داؤد اُن میرے بندون سے جو کہ میری محبت چاہتے ہین کہہ دو کہ کیا چیز تمکو ضرر
پہنچا سکے جبکہ مین اپنا حجاب تم سے اُٹھا لون اور سب خلق پر جو کہ میرے چاہنیوالے
نہین ہین وہ حجاب برقرار رکھون تم مجھکو اپنے دلون کے آنکھون سے ایسا دیکھو جس طرح
پر ظاہری آنکھہ سے ظاہر کی چیزین دکھلائی دیتی ہین اور کیا نقصان پہنچا سکتی ہے تم کو
وہ چیز دنیا کی کہ جو تم سے لے لون اور اُسکے بدلے مین دین تم کو دون اور کیا حرج
تمھارا مخلوق کے غصہ سے ہو سکتا ہے جبکہ تم کو میری رضا حاصل ہووے اور حضرت

داؤد سے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داؤد تجھکو یہہ گمان ہے کہ مین تجھے چاہتا ہون
اگر یہہ سچ ہے تو دنیا کی محبت اپنے دل سے بالکل نکال دے اسلیئے کہ میری محبت
اور دنیا کی محبت ایک دل مین کسی طرح جمع نہین ہو سکتی کیا میری محبت کافی نہین ہے
کہ جو دنیا کی طرف تو التفات کرے مین تجھکو دونگا بغیر تیرے مانگے مین تیری مدد
کرونگا مصیبت کے وقت اور مین نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ مین کسی بندہ کو ثواب
نہ دونگا مگر اُسی کو جس کی نیت اور ارادہ کو مین نے جان لیا ہو کہ مقصد اُس کا میرا ملنا ہے
اور اُس کو کوئی خواہش سوا میرے نہین ہے اور اُس کو کوئی حاجت سوا میرے کسی
نہین ہے جب ایسا ہو جاے تو مین اُس کی وحشت اور ذلت دور کر دیتا ہون اور اُسکے دل
کو غنی کر دیتا ہون اور اُسکو کسیکا محتاج نہین رکھتا اور مین نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے
کہ کسی بندے کو مین مطمئن نہ کرونگا جب تک کہ وہ خود اپنے کامون پر نظر رکھیگا اگر
سب کام میرے سپرد کر دے تو مین اُسکا کفیل ہو جاؤنگا اے داؤد میری معرفت کی خواہش کو
کوتاہ نہ کر اسلئے کہ میرے جلال و جمال کی انتہا نہین ہے جس قدر تو زیادہ مانگتا رہیگا
اُسی قدر زیادہ دیتا جاؤنگا اُس زیادتی کی کوئی حد نہین ہے اے داؤد بنی اسرائیل کو
آگاہ کر دے کہ باہم میرے اور میرے خلق کے کچھہ نسبت نہین ہے اسلیئے چاہیئے کہ
میرے ہی طرف رغبت کرین اور مجھی کو چاہین جب اُن کی خواہش اور رغبت کو مین جانتا
ہونگا کہ سوا میرے دوسرے طرف نہین ہے تو اُن کو وہ نعمتین دونگا کہ نہ کسی آنکھہ نے دیکھین
نہ کسی کان نے سُنین نہ کسی آدمی کے دل پر اُنکا خیال گذرا مجھہ کو اپنے آنکھون کے سامنے

رکھلے اور دل کی آنکھ سے مجھے دیکھا کر اور ظاہر کی آنکھ سے بھی اُن لوگون کو
نہ دیکھ جن کے دلون اور عقلون پر میرے طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے کہ جتنا التفات اُن
کے طرف ہوگا اتنا ہی میرے طرف سے کم ہو جاویگا اے داؤد میرے بندون کو میری رحمت
سے نا اُمید نہ کر اور اپنی خواہشون کو میرے لئی دور کر اس لئی کہ جو اپنی خواہشون
پر پہنچے اُن کے دلوان سے میری مناجات کی حلاوت جاتی رہتی ہے مین دنیا اور اسکے
خوبیون سے راضی نہین ہون اور اگر تو میری راہ پر چلا چاہتا ہے تو ہوا و ہوس کو ترک
کر اور اُس کے ترک پر روزہ رکھنے سے مدد لے اور اپنی بھوکھ پیاس کو کسی پر ظاہر نہ کر
اور ہمیشہ پیٹ بھر کھانے سے نفرت کر مین اُسی روزہ دار کو دوست رکھتا ہون جو ہمیشہ
روزہ رکھا کرے اے داؤد اگر میری محبت رکھا چاہتا ہے تو اپنے نفس سے دشمنی
رکھ اسکی کوئی خواہش پوری نہ کر تب مین تجھکو دیکھونگا اور حجاب اپنا اُٹھا دونگا
تجھ کو چاہیئے کہ ہمیشہ میری طاعت مین مصروف رہ اور میری عبادت مین اپنے
آپ کو مشغول رکھ اے داؤد اگر یہ بدبخت لوگ جو مجھ سے دور پڑے ہوئے ہین جانین
کہ مین کیسا منتظر اُن کا ہون اور کیسا اُن پر مہربان ہون اور کیسا شوق مجھ کو ہے کہ
کسی طرح وہ گناہون کو چھوڑین اور میری طرف چلین تو ضرور وہ لوگ مر جائین اور
میری اشتیاق اور محبت کو جان کر اُن کے اعضا شوق و محبت مین ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائین اے داؤد جب میرا حال اُن بدبختون کے ساتھ جو میری راہ پر نہین چلتے ہین
ہے تو کیسا حال میرا اُن لوگون کے ساتھ ہوگا جو کہ شوق مین ڈوبے ہوئے عشق مین

پھرتے ہیں تو دنیا کو چھوڑے ہوئے اپنے آپ کو بھولے ہوئے دل و جان سے میری طرف
دوڑتے چلے آتے ہیں پس یہہ اخبار اور مثل اسکے ہزاروں نظایر ایسے ہیں کہ جذبۂ محبت
اور شوق اور انس کا ثبوت ہوتا ہے فقط

بیان اللہ جلشانہ کی محبت کا جو بندہ کے ساتھ ہے

جاننا چاہئیے کہ آیات قرانی اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندہ سے محبت رکھتا ہے
جیسا کہ فرمایا ہے (یحبہم و یحبونہ) یا فرماتا ہے کہ (ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین)
اور حدیث شریف میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ کسی بندہ
سے محبت کرتا ہے تو اس کو گناہ کچھہ ضرر نہیں کرتی اور جو گناہ سے توبہ کر لیتا ہے وہ
ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں پھر آیہ پڑھی کہ (ان اللہ یحب التوابین)
کہ اللہ توبہ کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے اس کے یہہ معنے ہیں کہ جس سے محبت کرتا ہے
اسکو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق دیتا ہے جسکے سبب سے سب پچھلے گناہ کالعدم
ہو جاتے ہیں اور ان کا کچھہ اثر باقی نہیں رہتا جس طرح پر کہ ایمان لانے سے کفر کا کچھہ اثر
نہیں رہتا اور اپنے محبت کے لیئے اللہ جلشانہ نے بخشدینا گناہ کا شرط کر لیا ہے
جیسا کہ فرمایا ہے (یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم) الحاصل ان آیات و احادیث سے
ثابت ہوا کہ اللہ جلشانہ کو اپنے بندہ کے ساتھ محبت ہے اب معنے محبت کے جاننا
چاہئیے وہ یہہ ہے کہ اللہ جلشانہ جس کو چاہتا ہے اسکے دل سے پردہ اٹھا دیتا ہے
تا کہ وہ اپنے دل کی آنکھہ سے جمال الہی دیکھنے لگتا ہے اور جب اسکو یہہ مرتبہ دیا جاتا ہے

تب اُس کو گناہون سے باز رکھتا ہے اور دنیا کی شغل اُس سے چھڑا لیتا ہے اور
اُسکے باطن کو دنیا کی کدورتون سے پاک کر دیتا ہے اور اُسکے دل کے آئینے کا زنگ
چھڑا دیتا ہے اور پردہ دل کا اُٹھا دیتا ہے تا کہ وہ اپنے خدا کو دیکھنے لگتا ہے اگر کوئی
پوچھے کہ کیونکر معلوم ہو کہ اللہ اپنے کس بندہ سے محبت رکھتا ہے اُسکا جواب یہہ ہے
کہ ہر ایک چیز نشانیون سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح اللہ کے محبت کی نشانیان ہین
جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ جلشانہ کسی بندہ
سے محبت کرتا ہے اُس کو بلا مین ڈالتا ہے اور اُس سے اُسکے اہل و مال کو جدا کر دیتا
ہے اور اپنے سوا اورون سے اُس کو متوحش کر دیتا ہے اور اُس کے اور غیر کے بیچ مین
حایل ہو جاتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ آپ کوئی سواری کیون نہین
رکھتے جواب دیا کہ اللہ جلشانہ مجھہ کو نہین چھوڑتا کہ مین اُسکے سوا کسی دوسرے طرف توجہ
کرون اور بعض علما نے کہا ہے کہ اگر تو دیکھے کہ اللہ جلشانہ تجھہ کو بلا مین ڈالتا ہے تو
سمجھہ لے کہ تجھہ کو صاف کیا چاہتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت
اللہ جلشانہ کسی بندہ کے ساتھہ نیکی کیا چاہتا ہے تو اُسکو عیوب نفس پر بینا کر دیتا ہے
کہ وہ نفس کی عیبون کو دیکھا کرتا ہے پس یہہ علامتین ہین کہ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اللہ جلشانہ کو بندہ سے محبت ہے اور جو شخص اللہ کا محبوب ہوگا وہ سوائے ایک غم
کے دوسرا غم نہ رکھیگا دنیا کو دل سے برا جانیگا کسی چیز پر دل نہ لگاویگا سوائے اُسکے
سب سے وحشت کریگا مناجات کی لذت سے ہمیشہ متلذذ رہیگا۔

بیان علامت محبت کا جس سے معلوم ہو کہ بندہ اپنے خدا سے محبت رکھتا ہے

جاننا چاہئے کہ محبت کا دعوی ہر شخص کر بیٹھتا ہے اور اسکو بہت آسان جانتا ہے حالانکہ یہہ دعوی تو بہت آسان ہے اور نباہ بہت مشکل ہے اِسلئے انسان کو چاہئے کہ شیطان کے فریب مین آکر اِس محبت کی لفظ پر مغرور نہ ہو جاے اور اپنے آپ کو جب تک امتحان نہ کر لے تب تک اِس دعوی مین سچا نہ جانے محبت وہ درخت ہے کہ جس کی جڑ زمین مین ہے اور ڈالیان اُس کی آسمان پر اور پھل اُسکے دل زبان اعضا مین ہین اور دل اور اعضا سے محبت اس طرح پر معلوم ہو جاتی ہے جس طرح دھوئین سے آگ اور پھل سے درخت معلوم ہو جاتا ہے منجملہ اُن نشانیون کے ایک یہہ ہے کہ ہمیشہ اُس کے ملنے کا مشتاق رہے اور یہہ ظاہر ہے کہ بغیر دنیا سے کوچ کرنے کے ملنا اُس کا غیر ممکن پس موت جو ذریعہ وصال اور باعث ارتحال دنیا سے ہے اُس شخص کے نزدیک محبوب ہوا اِسیواسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ کا ملنا چاہتا ہے اللہ بھی اُسکا ملنا چاہتا ہے اِسی واسطے اللہ جلشانہ نے اپنی محبت کے لیئے شہادت کو شرط کر دیا ہے اور طلب شہادت علامت محبت رکھی ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا) پس جو شخص دل اور جان سے اپنے خدا سے محبت رکھتا ہوگا وہ سب سے زیادہ موت کو دوست رکھتا ہوگا ورنہ وہ اپنے دعوے مین جھوٹھا ہوگا اور سچ ہے کہ محبت کا وہ مقام ہے کہ ہر شخص اُس تک نہین پہنچ سکتا اور ہر شخص اپنے اِس دعوے مین سچا نہین ہوتا

این شعله چراغ هر خسی نیست | وین رشته بدست هر کسی نیست
چون برق نگه بدل زند تاب | صد سینه آتشین کند آب
سخت است بدور روی زیبا | بر کف دل و آگهی شکیبا
در عشق بجز گداختن نیست | این سوختن است ساختن است
در عشق چنین کراست یارا | این نشئه بعاشقان گوارا
سوز دل و جوش عشق باید | اینها ز فسرده دل چه آید
این بوالهوسان چه بر فروزند | کافتند در آتش و نه سوزند
خوش آنکه براه عشق جان داد | عشق است که جان باو توان داد
یغما گر شهر عافیت باش | در عشق قتیل بے دیت باش

لیکن ایک دوسرا سبب اور بھی جس سے باوجود محبت کے موت کو پسند نہین کرتا وہ سبب یہہ ہے کہ بندہ ابتداء مقام محبت مین ہو اور ہنوز اپنے آپ کو لایق حضوری رب الارباب کے نہ سمجھتا ہو اور یہہ چاہتا ہو کہ موت مین اس قدر تاخیر ہو کہ اپنے آپکو طاعات اور عبادات سے اس لایق کر لون کہ اسکے سامنے جا سکون اسلئے موت سے بھاگتا ہو تو یہہ نفرت موت سے محبت کی کمی پر دلالت نہین کرتی اسکی تمثیل یہہ ہے کہ کسی عاشق کو خبر پہنچے کہ اُسکا محبوب آتا ہے اور ہنوز اُسکا مکان لایق اُسکے محبوب کے آراستہ نہ ہوا اور وہ یہہ چاہے کہ ذرا محبوب کے آنے مین توقف ہو کہ مین مکان کو اُسکے لایق آراستہ کر لون اور سب اسباب تکلف کا اُسکے قابل مہیا کر لون اور سب

شغلوں سے اپنے آپ کو فارغ کر رکھوں تو یہہ خواہش اُس کی کمی محبت کے سبب سے نہین ہے بلکہ عین محبت ہے

اللہ جلشانہ کے محبت کی نشانیان

اللہ کی محبت کی نشانیان یہ ہین کہ بندہ اپنے آپ کو اعمال صالحہ مین مشغول رکھے اور خواہشات نفسانی سے بچا دے اور سستی اور کاہلی عبادت مین نہ کرے اور ہمیشہ اُسی کی طاعت مین مصروف رہے اور نوافل سے تقرب اور نزدیکی اُس کی چاہتا رہے اور ترقی درجات کا ہر وقت طالب رہے اور اپنی جان اور مال کو اُسکی راہ مین نثار کردے اور اپنی مرضی اُس کی مرضی پر چھوڑ دے اور سوا اُس کے کسی کے ذکر سے چین نہ پاوے اور کسی کا خیال سوا اُس کے اُسکے دل مین نہ رہے اُس کے شوق کی آگ کبھی نہ بجھے اُس کی نافرمانی کسی کام مین نہ کرے اُس کے طرف چلنے مین دیری نہ کرے اُسکی راہ پر چلنے والون کو دوست رکھے جہان اُسکا نام سنے جان و مال نثار کردے اگر ذکر کرے تو اُسی کا اگر فکر کرے تو اُسی کی شکوہ کرے تو اُسی سے شکر کرے تو اُسی کا حاجت رکھتا ہو تو اُسی سے مانگے مشکل پیش آوے تو اُسی سے مدد چاہے بلکہ محبت مین ایسا مستغرق ہو جاے کہ نہ کچھہ حاجت رکھے نہ کچھہ سوال کرے نہ کچھہ خواہش کرے جو اُسکی مرضی ہو اُسی پر اپنی خواہش چھوڑ دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ۔

ارید وصالہ ویرید ہجری	فاترک ما ارید لما یرید

یعنے مین تو اُسکا ملنا چاہتا ہون اور وہ میری جدائی مین بھی وہی چاہتا ہون جو وہ

چاہتا ہے غرض کہ ایسے رتبہ پر پہنچ جاوے کہ سوائے جانان کے جان سے بھی بیزار ہو گا اور سوائے دلدار کے دل سے بھی علاقہ نہ رکھے اسکے پیچھے سب کو چھوڑ بیٹھے۔

بسودای جانان زجان مشتغل	بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ	چنان مست ساقی کہ می ریختہ
نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شود	نہ قوت کہ یکدم شکیبا شود
نشاید بدارو دوا کردشان	کہ کس مطلع نیست بردردشان
الست از ازل ہمچنان شان بگوش	بفریاد قالوا بلی در خروش

جب اِس رتبہ پر پہنچ جائیگا تب اللہ جلشانہ اِسی طرح پر اُسکو چاہنے لگیگا وہی اُسکا مددگار ہو جاویگا وہی اُس کا کفیل ہوگا وہی سب کام اُسکے کر دیا کریگا وہی سب حاجتین اُسکی پوری کرتا رہیگا وہی اُس کے دشمنون پر اُسکو ہمیشہ غالب رکھیگا اور کوئی دشمن نفس او رشیطان سے بڑھکر نہین ہے اِسلیئے کبھی اُس کو اِن کے ہاتھہ مین نہ چھوڑیگا کیا جس کسیکو خدا اپنا محبوب کریگا او پھر نفس و شیطان کے ہاتھہ سے اُس کو ذلیل کریگا ہرگز نہین چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (واللہ اعلم باعدائکم) کہ مین خوب تمہارے دشمنون کو پہچانتا ہون تم میرے ہو جاؤ مین اُن دشمنون سے تم کو بچا لونگا اور ہمیشہ اُن کو تمہارا مغلوب رکھونگا نہ نفس تم پر غالب ہو سکیگا نہ شیطان بلکہ وہ تم سے ایسے بھاگینگے جیسا مغلوب غالب سے بھاگتا ہے پیچھے پھر کر بھی وہ تم کو نہ دیکھہ سکینگے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ (یفر الشیطان من ظل عمر) کہ شیطان عمر کے سایئے سے بھاگتا ہے

گناہ منافی محبت ہے یا نہین

اگرچہ گناہ کمال محبت کی منافی ہے لیکن اصل محبت کی منافی نہین ہے یہہ نہین ہے
کہ جو شخص گناہ کرے اُس کو خدا کی محبت نہ ہو یا گناہ سے اصل محبت بالکل جاتی رہے
مثال اسکی یہہ ہے کہ کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ جس کو صحت کی خواہش نہ ہو اور
پہر وہ بد پرہیزی کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہہ بد پرہیزی مضر ہے تو یہہ بد
پرہیزی اُس کی محبت کو جو صحت سے ہے باطل نہین کرتی چنانچہ ایک شخص کو
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین چند مرتبہ کسی گناہ کے سبب سے حد ماری گئی
کسی شخص نے اس پر لعنت کی اور کہا کہ بار بار حضور مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیجانے کے لئے یہہ شخص حاضر کیا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اس پر لعنت
مت کر اسلئے کہ یہہ خدا کو اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہے لیکن اس مین
کچھ شک نہین ہے کہ معصیت اور گناہ محبت کی کمال کو ناقص کر دیتی ہین جو حال
محبت کے دعوے مین بڑا خطرہ ہے اسی لئے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہے کہ جب کوئی پوچھے کہ تو خدا سے محبت رکھتا ہے تو چپ ہو جا اس لئے
کہ اگر انکار کرے تو کفر ہو جائے اور اگر اقرار کرے اور حال تیرا عاشقون کے ایسا
نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ خدا تجھہ سے دشمنی رکھے پس اللہ کے محبت کی نشانی یہی ہے
کہ ہمیشہ اُسکا ذکر کرے اور اُس کے ذکر سے محبت رکھے اور اُسکے قران مجید سے جو
اُسکا کلام ہے محبت رکھے اور اُس کے رسول سے جو اُسکا محب اور محبوب ہے محبت رکھے

بلکہ جس کسی شے یا شخص کو اُس سے علاقہ ہو اُس سے بھی محبت رکھے جیسا کہ مجنون کے حال میں لکھا ہے

رای المجنون فی البیداء کلبا
فمد لہ من الاحسان ذیلا

فلاموہ علی ما کان فیہ
وقالوا لم منحت الکلب نیلا

فقال دعوا الملامۃ ان عینی
رأتہ مرۃ فی حی لیلا

بوالفضولی گفت ای مجنون خام
این چہ شیداست اینکہ می آری مدام

پوز سگ دایم پلیدی می خورد
مقعد خود را بلب می استرد

عیبہا سگ بسی او می شمرد
عیب دان از غیب او بوئی نبرد

گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن
اندر آ بنگر بشی از چشم من

کین طلسم بستۂ مولاست این
پاسبان کوچۂ لیلاست این

اور حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ جلشانہ کے محبت کی علامت یہہ ہے کہ قرآن مجید سے محبت رکھے اور قرآن مجید سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اُن سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ اُن کی سنت سے محبت رکھے اور سنت سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ آخرت سے محبت رکھے اور آخرت سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ دنیا سے عداوت رکھے اور اُس سے عداوت کی علامت یہہ ہے کہ اُس میں دل نہ لگا دے اور سوا زاد اور توشہ کے اور بقدر قوت لایموت کے کچھہ اُس سے نہ لے اور خلوت سے اُنس رکھے

اور اہل دنیا سے نہ ملے اور راتون کو اللہ جلشانہ سے مناجات کیا کرے اسطرح پر کہ وہ کہتا ہو اور اُسکا خدا سُنتا ہو اور کوئی تیسرا بیچ مین نہ ہو اور راتون کو تہجد مین اُسکا کلام پڑھا کرے اور اُس کی کتاب کی تلاوت کیا کرے اور اُس مین وہ لطف پاوے کہ گویا اُس سے باتین کر رہا ہے اور راتون کی تاریکیون کو اپنے وقت کے صفائی کے لئے غنیمت جانے اسلئے کہ رات عاشقون کے لئے پردہ دار ہے پس جو شخص کہ راتون کو سووے اور اپنے دل کو اور باتون مین لگاوے اور اُس کے مناجات کی لذت نہ پاوے اور اپنے محبوب کے ساتھ خلوت کو غنیمت نہ سمجھے اور سوائے اُسکے اور کوئی چیز اُسکے دل کو لذت اور اُسکے قلب کو فرحت بخشے تو کیونکر وہ شخص محبت کے دعوے مین سچا ہوگا

ربط غیرون سے ہے اور ہمسے وفا چاہتے ہو	خود ہی سوچو کہ یہ کیا کرتے کیا چاہتے ہو

اللہ جلشانہ نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ جس کسی نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر رات کو سو رہا وہ اپنے محبت مین جھوٹھا ہے بھلا جو محب اپنے محبوب کا ملنا چاہیگا پھر وہ ملنے کے وقت سو رہیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جلشانہ سے عرض کی کہ الٰہی تو کہان ہے مین تیرے طرف قصد کرون حکم ہوا کہ اے موسیٰ تم قصد کر دین موجود ہون جسنے قصد کیا وہ مجھہ تک پہنچا مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی مین لکھتے ہین۔

آن یکے اللہ میگفتی شبے	تا کہ شیرین گردد از ذکرش لبے
گفت شیطانش خمش ای سخت رو	چند گوئی آخر ای بسیار گو

این همه الله گفتی از عتو
می نیاید یک جواب از پیش تخت
او شکسته دل شد و بنهاد سر
گفت هین از ذکر چون وامانده
گفت لبیکم نمی آید جواب
گفت خضرش که خدا گفت این بمن
گفت آن الله تو لبیک ماست
نی ترا در کار من آورده ام
حیلها و چاره جوئیهای تو
ترس عشق تو کمند لطف ماست

خود یکی الله را لبیک گو
چند الله میزنی با روی سخت
دید در خواب او خضر را در خضر
چون پشیمانی ازان کش خوانده
زان همی ترسم که باشم رد باب
که برو با او بگو ای ممتحن
این نیاز و سوز و دردت پیک ماست
نی که من مشغول ذکرت کرده ام
جذب ما بود و گشاد آن پای تو
زیر هر یارب تو لبیک هاست

پس جو شخص الله جلشانہ کی طرف چلتا ہے سمجھنا چاہئے کہ وہ بلایا گیا ہے اور جو شخص خدا کا ذکر کرتا ہے سمجھ لے کہ پہلے اُسکا ذکر ہو چکا ہے جو کوئی الله تعالے کا نام لیتا ہے یقین کرنا چاہئے کہ پہلے اُس کا نام پکارا گیا ہے جو کوئی خدا کی حضوری چاہتا ہے سوچنا چاہئے کہ اُسکے لئے پہلے دروازہ کھول دیا گیا ہے کوئی الله جلشانہ کی طلب نہین کرتا جب تک کہ پہلے اُس کی طلب نہ ہو گئی ہو یحیی بن معاذ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی الله کو دوست رکھیگا ضرور اپنے نفس کو دشمن جانیگا اور یہہ بھی کہا ہے کہ جس مین یہہ تین خصلتین نہ ہون وہ الله جلشانہ کا محب نہین ہے ایک یہہ کہ

خدا کے کلام کو خلق کے کلام پر پسند کرے اور خدا کے ملنے کو خلق کے ملنے سے بہتر جانے اور خدا کی عبادت کو خلق کی خدمت سے اچھا سمجھے اور اُسکے محبت کی نشانیون مین سے یہہ ہے کہ جو کچھہ اُس کا جاتا رہے اُسپر افسوس کرے اگر افسوس کرے تو اُن ساعتون کے جانے پر جو بغیر یاد اللہ جلشانہ کے گذرین ہون اسلئے کہ ہر چیز کا عوض ممکن ہے مگر عمر عزیز کی ایک ساعت کا بھی عوض اس دنیا مین نہین ہوا ہر ایک کے بدلے دوسری چیز سے کام نکل سکتا ہے لیکن جو وقت گذر جاے اُسکا معاوضہ کسی دوسری چیز سے نہین ہوسکتا

گر نباشد جامۂ اطلس ترا
کہنہ دلقی ساتر تن بس ترا

ور مزعفر نبود ت با قند و مشک
خوش بود دوغ و پیاز و نان خشک

ور نباشد مشربۂ از زر ناب
با کف خود می توانی خورد آب

ور نباشد دورباش از پیش و پس
دور باش نفرت خلق است و بس

ور نباشد مرکب زرین لگام
می توان زد هم بپای خویش گام

ور نباشد خانهای زرنگار
می توان کردن بسر در کنج غار

ور نباشد فرش ابریشم طراز
با حصیر کہنہ در مسجد بساز

ور نباشد شانۂ از بہر ریش
شانہ بتوان کرد از انگشت خویش

ہرچہ بینی در جہان دارد عوض
در عوض گردد ترا حاصل غرض

بے عوض دانی چہ باشد در جہان
عمر باشد عمر قدر آن بدان

اور غلبہ محبت کی نشانی سب سے بڑھ کر یہی ہے کہ اگر کوئی ساعت اور کوئی لحظہ یاد الہی سے غفلت مین کٹے اور پھر اُس کو ہوش آوے تو اُس غفلت کی شکایت خدا ہی سے کرے اور اُسی سے اُسکا شکوہ اس طرح پر کرے کہ الہی یہہ تو نے کیا کیا مجھے کیون اپنے حضوری سے جدا کر دیا کیون اپنا احسان مجھہ پر چھوڑ دیا کیون اپنا ہاتھہ مجھسے اُٹھا لیا کیون اپنے بارگاہ سے مجھے نکال دیا کیون مجھکو میرے نفس مین مشغول کر دیا کیون اپنا ذکر میرے زبان سے لے لیا کیون اپنی یاد کو میرے دل سے بھلا دیا کیون مجھہ کو اپنے مجلس سے نکال دیا کیون مجھہ کو شیطان کے ہاتھہ مین دے دیا مین اگر کاہل تھا تو مجھکو چُست کر دیتا اگر غافل تھا تو مجھہ کو ہوش دے دیتا اگر مین شیطان کا مغلوب ہو گیا تھا تو مجھکو غالب کر دیتا کیا مین تیرا بندہ نہین ہون کیا مجھہ کو سوا تیرے دوسرے خدا نے بنایا ہے اگر غلام اپنی بدبختی سے آقا کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو آقا اُسکا زبردستی پکڑ بلاتا ہے۔

اپنے در سے تو مت نکال ہمین	یون جو چاہے تو مار ڈال ہمین

پس الہی تو نے مجھہ کو کیون اپنی بندگی سے آزاد کر دیا اور کیون اپنی غلامی سے مجھکو نکال دیا اگر مین کاہل ہو گیا تھا تو تیرے احسان کے غرور پر اگر مین غافل ہو گیا تھا تیرے رحمت کے بھروسے پر

چون مرا تو آفریدی کاہلی	زخم خواری سست جنبی منبلی
کاہلم چون آفریدی ای ملی	روزیم دہ ہم ز راہ کاہلی

برخوان پشت ریش بے مراد	بار اسپان اشتران نتوان نهاد
کاهلم من سایه خسپم در وجود	خفتم اندر سایهٔ احسان و جود
کاهلان و سایهٔ خسپان اگر	روزئی نه نهادهٔ نوع دگر
هر کرا پاییست جو بید روزئے	هر کرا پا نیست کن دلسوزئے

اِس کہنے سے جو دل سے ہوتا ہے قلب کو رقت اور دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور یہی شکایت کفارہ غفلت ہے اور محبت کی نشانی یہہ ہے کہ کبھی عبادت اُسکو گران نہو بلکہ طاعت کی لذت اور مناجات کا لطف اور ذکر کا شوق اُسکے دل کو ایسا کر دے کہ وہ محنت راحت معلوم ہو اور اُس تکلیف مین اُسکو فرحت حاصل ہو چنانچہ بعضون نے لکھا ہے کہ اول بیس برس ہم نے شب بیداری کی تکلیف اُٹھائی تب بعد اُسکے بیس برس اُسکا مزہ پایا اور ابتدا مین طاعت سے کسی قدر تکلیف ہوتی ہے لیکن آخر وہی تکلیف راحت ہو جاتی ہے اور کسی طرح پر دل طاعت سے سیر نہین ہوتا ✦

پنج وقت آمد نماز رهنمون	عاشقانت را صلوٰة دائمون
نی به پنج آرام گیرد آن خمار	راست گویم نی بصد نی صد هزار
نیست زر غبا وظیفه عاشقان	سخت مستسقی است جان صادقان
باوجود آنکه دریا در کشند	خشک لب باشند و هم در آتشند

ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ جبکہ دنیا کی شہوتین غالب ہو جاتی ہین

اُس سے مین مناجات کی لذت سے لیتا ہون ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک
آواز سُنی کہ ایک پکارنیوالا پکار رہا ہے کہ سب خطائین تمھارے معاف ہین مگر ہم سے
پھرے رہنا معاف نہین ہی یہہ سُنکر وہ ایسے مدہوش ہوئے کہ ایک دن اور رات اُنکو
ہوش نہ آیا اور محب کو چاہئے کہ ہمیشہ محبوب سے ڈرتا رہے کبھی مغرور نہ ہو اسلئے کہ
اکثر غرور باعث شقاوت ہو جاتا ہے اور اللہ جلشانہ غرور کے سبب سے اپنی محبت
اُس بندے کے دل سے نکال لیتا ہے اور بجاے محبت کے اُس سے دشمنی کرتا ہے اور
نشانی اس کی یہہ ہے کہ وہ بندہ دوسرے سے محبت کرنے لگتا ہے اور خدا کے ذکر
سے اُسکا دل خوش نہین ہوتا اور نیک کامون کی توفیق اُسکو نہین ہوتی اور عبادت
وطاعت سے اُس کا دل نہین کھلتا اور ذکر وفکر سے اُسکو لذت نہین ہوتی یہہ
نشانیان اللہ جلشانہ کے دشمنی کے ہین اسلئے بزرگون نے لکھا ہے کہ جس کسی
نے خدا کی عبادت فقط محبت سے کی اور ڈر اور خوف چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوا
اور جس نے فقط خوف سے عبادت کی اور محبت نہ رکھی وہ اُس سے جدا ہو گیا اور
جس نے محبت اور خوف دونو کو پیش نظر رکھکر عبادت کی وہ خدا کا محبوب
ہو گیا جو محب ہو چاہئے کہ وہ خوف سے خالی نہ ہو اور جو خائف ہو چاہئے کہ محبت
سے باہر نہ ہو ہان جب محبت غالب ہو جاتی ہے اور دل کو گھیر لیتی ہے اور وہ
مرتبۂ عشق پر پہنچ جاتا ہے اُس کو کچھہ خوف نہین رہتا مگر یہہ طاقت بشری سے
باہر ہے اور ایسا عاشق بشریت کے مرتبے سے گذر جاتا ہے جب تک بشریت ہے

تب تک خوف لازم ہے چنانچہ بعض روایت مین آیا ہے کہ کسی ابدال نے کسی صدیق
سے سوال کیا کہ میرے لئے اللہ جلشانہ سے عرض کرد کہ مجھکو ذرہ معرفت
عطا کرے اُس نے دعا کی اور خدا نے قبول کی اُس ابدال کا یہہ حال ہوگیا کہ عقل جاتی
رہی ہوش باقی نہ رہے دیوانہ ہوگیا حیران پریشان دیوانون کی طرح بکتا جھکتا سات
دن پھرتا رہا نہ وہ کسی چیز کو جانے نہ کوئی اُس کو پہچانے تب اُس صدیق نے دعا
کی کہ الہی جو تو نے معرفت اپنے بہ قدر ذرہ کے اِس کو دی ہے اُس سے کچھہ کم کردے
وحی ہوئی کہ اے صدیق ہم نے ایک ذرہ معرفت کے سو ہزار حصے کئے تھے ایک
حصہ اُسکو دیا تھا اسلئے کہ جس وقت اُس نے ہماری معرفت کا سوال کیا سو ہزار بندے
اور اُسی ذرہ معرفت کے سایل تھے جب تو نے اِس شخص کی سفارش کی مین نے
سب کی دعائین قبول کین اور اُسی ذرہ معرفت کو اُن سو ہزار آدمیون پر بانٹ دیا
تب اُس صدیق نے متحیر ہو کر عرض کی کہ یا احکم الحاکمین تیرے اسرار کو کون جان سکتا ہے
جس قدر تو نے اُس کو معرفت دی ہے اُسکو اُس قدر کم کردے کہ وہ آدمی بن جاوے اور
اُس کا دل ٹھہر جاوے غرض کہ اُس جز معرفت کی جو اُسکو دی گئی تھی دس ہزار حصے کئے
گئے اور صرف ایک حصہ باقی رکھا اور حصے خدا نے اُسکے دل سے لے لئے تب اُسکا
حال درجہ اعتدال پر آیا اور اُس کا دل ٹھہرا اور خوف اور رجاء اور محبت نے اُسکے دل
مین جگہہ کی او مثل اور عارفین کے ہوگیا اور جو لوگ کہ معرفت کے درجے پر پہنچ
جاتے ہین اُن کو اجازت نہین ہے کہ جو چیز اُن پر ظاہر ہو جاوے اُس کو اُس پر کھولین

کہ جو محرم اُسکا نہین ہے ہمیشہ اغیار سے اسرار کا چھپانا چاہئے ورنہ عالم خراب ہو جاوے اسلئے کہ غفلت باعث عمارت دنیا ہے یہانتک لکھا ہے کہ اگر سب آدمی چالیس دن حلال کھاوین سب دنیا برباد ہو جاوے بازار بند ہو جائین تجارت چھوٹ جاے کوئی کام نہ چلے اگر صرف علما حلال کھائین تو علم کا رواج جاتا رہے اسلئے کہ اُن کو اپنے نفس کی تزکیہ اپنے باطن کی تصفیے سے فرصت تقریر اور تحریر کی کہان ملے کہ وہ ترویج علوم کی طرف متوجہ ہون بہرحال یہ اسرار الٰہی ہین کہ جنکو کوئی نہین جان سکتا اور جو جانتے ہین اُنکو اجازت افشا کی نہین ہے

اگر سالکی محرم راز گشت	ببندد بروی در باز گشت
کسی را درین بزم ساغر دہند	کہ داروی بیہوشیش در دہند
کسی رہ سوی گنج قارون نبرد	دگر برد رہ باز بیرون نبرد

اور منجملہ نشانیون محبت کے چھپانا محبت کا ہے کہ محبت کو ظاہر نہ کرے اور دعوے سے پرہیز کرے اور شوق و ذوق کے اظہار سے اپنے آپ کو بچاوے اور ہر وقت محبوب کے جلال او ہیبت پر نظر کر کے بنظر اُس کے تعظیم کے دعوی محبت سے ڈرتا رہے اور چونکہ محبت ایک سر اسرار حبیب سے ہے اسلئے ہمیشہ غیرت رکھے کہ دوسرے پر وہ راز ظاہر نہ ہو جاسے کما قیل

غیرت از چشم برم روی تو دیدن ندہم	گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

ہان کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محب محبت کے نشہ مین ایسا سرشار ہو جاتا ہے کہ اسکو

ہوش وحواس نہین رہتے پس اگر ایسی حالت مین اُس سے اظہار محبت ہو جائے تو وہ معذور ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے سینے سے ایسی آگ بھڑکتی ہے کہ اُسکا شعلہ چھپائے سے چھپ نہین سکتا اور بعض عارفین نے کہا ہے کہ اکثر آدمی اللہ جلشانہ سے دور ہو جاتے ہین جو کہ زیادہ تصنع کرتے ہین اور اُس کے محبت کا اظہار کیا کرتے ہین۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری نے ایک شخص کو جو کہ اکثر محبت کی باتین کیا کرتا تھا درد مین مبتلا پایا حضرت ذوالنون نے کہا کہ جو شخص اُسکے مار کا دکھ پائے وہ اُس سے محبت نہین رکھتا اُس شخص نے کہا درست ہے لیکن میرا یہ قول ہے کہ جو شخص اُسکے مار کی لذت نہین پاتا وہ اُسکو نہین چاہتا پھر حضرت ذوالنون نے کہا کہ سن جو شخص اپنے آپ کو اُسکی محبت مین مشتہر کیا چاہے وہ اُسکو نہین چاہتا تب اُس شخص نے کہا استغفر اللہ واتوب الیہ اگر کوئی کہے کہ محبت منتہائے مقامات اور عمدہ ترین درجات سے ہے پس اُسکا اظہار خیر ہے پھر کیون اُسکا چھپانا چاہئے جواب اُس کا یہہ ہے کہ محبت بیشک اعلیٰ ترین مقامات سے ہے اور اُسکا ظاہر بھی اچھا ہے لیکن بہ تکلف ظاہر کرنا اُس کا برا ہے اور جب محبت ہوگی تو محب کو اُسکے اظہار کی ضرورت اور خواہش نہ رہیگی اسلئے کہ اُسکی اصلی غرض یہ ہوگی کہ فقط محبوب اُسکا اُس کے حال پر مطلع ہو اور وہی اُسکے افعال اور احوال سے واقف ہو جب اُس نے دوسرے کو مطلع کرنا چاہا تو یہہ ارادہ اُسکا درحقیقت

شرک فی المحبت ہے جیسا کہ انجیل مین آیا ہے کہ جب تو صدقہ کرے تو اس طرح
پر کر کہ تیرے بائین ہاتھہ کو خبر نہ ہو کہ تیرے دھنے ہاتھہ نے کیا کیا اور جب تو
روزہ رکھے تو اپنے منھہ کو دھو اور اپنے سر مین تیل لگا تاکہ سوائے تیرے پروردگار
کے کوئی نہ جانے کہ تو نے روزہ رکھا ہے پس قول و فعل کا ظاہر کرنا برا ہے
مگر جب غلبہ محبت مین اور حالت سکر مین زبان سے کچھہ نکل جاے تو معذور رہے ۔

انس کے معنے کا بیان

اوپر ہم بیان کر چکے ہین کہ انس اور خوف اور شوق آثار محبت سے ہین لیکن یہہ
آثار مختلف ہین جب کہ دل کی رغبت کسی امر پوشیدہ کے طرف ہو کہ جو اب تک
نہ ملا ہو اُس کو شوق کہتے ہین اور اگر مل گیا ہو اور مشاہدہ اسکا ہو چکا ہو تو اُس سے
جو فرحت دل کو ہو اُس کو اُنس کہتے ہین اور اگر دل کو بہ نظر اسکے استغنا اور بے پروائی
کے خیال جدائی کا ہو اُس خیال سے جو درد ہو اُسکو خوف کہتے ہین پس اُنس کے
معنے یہہ ہوئے کہ بسبب دیکھنے جمال محبوب کے دل کا خوش ہونا اور جب کسی کو اللہ جلشانہ
سے اُنس ہو گا اُسکو ضرور غیرون سے وحشت ہو گی اُنس باللہ اور توحش من غیر اللہ
لازم و ملزوم ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے اللہ جلشانہ نے باتین کین بہت مدت تک اُن کی یہہ حالت رہی
کہ کسی کی بات نہ سنتے تھے اور غشی کی حالت مین رہتے تھے اِسلئے کہ محبوب کے کلام
کی شیرینی نے اور اُسکے ذکر کے مزے نے دل سے ساری حلاوتین اُٹھالین حضرت

رابعہ بصری سے کسی نے پوچھا کہ تم کو یہہ مرتبہ کیونکر ملا جواب دیا کہ اس سبب سے کہ
مین نے اُن لوگون کو چھوڑا جو میرے کسی کام مین نہین آسکتے اور اُس سے اُنس کیا جو
کبھی مجھ سے جدا نہین ہوتا عبد الواحد ابن زید کہتے ہین کہ میرا گذر ایک راہب تک ہوا
اُس کو مین نے تنہا خلوت مین دیکھکر پوچھا کہ کبھی تیرا دل نہین گھبراتا اُس نے کہا کہ
اگر تم اس وحدت اور خلوت کی حلاوت چکھو تو اپنے نفس سے بھی وحشت کرنے لگو
وحدت ہے اصل عبادت سے ہے تب مین نے پوچھا کہ ادنی فائدہ وحدت کا کیا
ہے جواب دیا کہ ادنی راحت یہہ ہے کہ آدمیون کی مدارات نہین کرنی پڑتی
اور اُن کے شر سے نجات ملتی ہے پھر مین نے کہا کہ یہہ حلاوت کس کو نصیب ہوتی
ہے جواب دیا کہ اُس کو جو کہ محبت مین صاف ہو جاے اور معاملہ اُسکا خالص ہو جاے
پھر مین نے پوچھا کہ محبت کی صفائی اور معاملہ کا خلوص کب ہوتا ہے جواب دیا کہ
جب سب غم ملکر ایک ہی ہو جائین یعنے کوئی غم سوا ے غم فراق کے نہ رہے اور سب
خواہشین دل کی جاتی رہین اور ایک خواہش محبوب کی رہ جاے نہ دوسرا غم اُسکو رہے
کہ دل کو پریشان کرے نہ دوسرا محبوب ہو کہ جو دل کو اصلی محبوب کی محبت سے کسی
وقت جدا کرے اگر کوئی پوچھے کہ اُنس کی علامت کیا ہے جواب اُسکا یہہ ہے کہ خاص
علامت اُنس کی یہہ ہے کہ خلق کے صحبت سے دل اُس کا تنگ ہو اور لوگون کے ملنے
سے نفرت کرے اور سواے ذکر الہی کے اور باتون سے دل اُسکا گھبرا لے اور یہہ حال
اُسکا ہو جاے کہ صحبت مین خلوت اور خلوت مین صحبت اور سفر مین مقام اور مقام مین سفر

اور غیبت مین حضوری اور حضوری مین غیبت معلوم ہوتی ہے غیرون کے پاس ہو اور
دل سے اپنے یار کے پاس زبان سے اورون سے باتین کرتا ہے اور دلمین اپنے محبوب سے ہمکلام ہو

بیان اُس ناز و نیاز کا جو غلبۂ اُنس مین ہوتا ہے

جاننا چاہیے کہ جب اُنس کو دوام اور استحکام ہو جاتا ہے اور قلق شوق کی تشویش
مٹ جاتی ہے اور تغیر اور حجاب کا خوف باقی نہین رہتا اور دل اُنس سے ایسا بھر
جاتا ہے کہ کسی طرح کا خطرہ اور اندیشہ مفارقت کا باقی نہین رہتا تب افعال اور
اقوال اور مناجات مین ایسا انبساط ہوتا ہے کہ جس کا بیان نہین ہو سکتا وہ اقوال
اور افعال ظاہر مین ایسے بُرے ہوتے ہین کہ اگر دوسرا شخص بنا کرے تو وہ ہلاک
ہو جاوے وہی اقوال اور افعال جو بسبب کمال اُنس کے وہ شخص کہتا ہے جو حضوری
کا مرتبہ پا کر نڈر ہو گیا ہو اور جس کو اُسکا محبوب نہایت لطف سے سُنتا ہے اور
اچھا جانتا ہے اور اُس کو غلبۂ اُنس مین مرفوع القلم کر دیتا ہے کوئی دوسرا شخص بنا کر
کہے تو اُس کو کافر کہکر نکال دیتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے چنانچہ ایک روایت مین
آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین سات برس
تک پانی نہ برسا اور تمام ملک مین قحط عظیم ہو اگھانس تک زمین سے نہ اُگی ایک قطرہ
بھی آسمان سے نہ گرا تب اللہ جلشانہ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ استسقا یعنے پانی
برسنے کی دعا کرین حضرت موسیٰ علیہ السلام ۷۰ ہزار بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر دعا
کے واسطے نکلے سبھون نے دعا کی کسی کی خدا نے نہ سُنی آخر حضرت موسیٰ پر وحی کی کہ

اِن کی دعائین مین کیونکر قبول کرون گناہون نے اِن کے دلون کو تاریک کر رکھا ہے نافرمانیون نے اِن کی طبیعتون کو مکدر کر دیا ہے مجھہ سے مانگتے ہین اعتقاد یقین نہین رکھتے مجھے بُرا کہتے ہین اور میرا خوف نہین کرتے اے موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ مین اِن لوگون کی دعا قبول کرون تو جاؤ اور ایک بندہ کو جو خاص ہمارے بندون مین سے جسکا نام برخ ہے لے آؤ وہ دعا کرے مین قبول کرون حضرت موسیٰ نے کہا کہ الہی وہ کہان ہے جواب ملا کہ ہم نہ بتلائینگے ڈھونڈلو چنانچہ حضرت موسیٰ ڈھونڈھتے پھرے ایک روز راہ مین ایک غلام سیہ فام ملا کہ جس کے چہرے سے نور محبت چمک رہا تھا اور حضرت موسیٰ نے بہ نور الہی اُسکو پہچان لیا اور سلام کر کے کہا کہ * مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم * آپکا کیا نام ہے کہا کہ مجھے برخ کہتے ہین حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ ہی وہ ہین جن کی تلاش مین ہم مدت سے حیران و سرگردان پھر رہے ہین اُس نے پوچھا کہ مجھ سے تم کو کیا کام ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ چلئے اور اپنے پروردگار سے کہکر پانی برسایئے وہ سنکر حضرت موسیٰ کے ساتھ چلے اور ذوق شوق مین آکر اس طرح پر کہنے لگے کہ الہی تیرا تو آگے یہہ حال نہ تھا اور یہہ کام تیرے نہ تھے تیری ذات سے اور تیرے حلم سے بہت بعید ہے کیون اتنی مدت سے تو نے پانی بند کر دیا اور ان بندون کو آفت قحط مین مبتلا کیا آخر سبب اِسکا کیا ہے سب چلا رہے ہین اور تو کسی کی نہین سنتا سب مر رہے ہین اور تو آنکھ اُٹھا کر کسی کو نہین دیکھتا الہی یہی بے پروائی کس کام کی۔

تو او ر ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہون		مین او ر صد ہزار نوائے جگر خراش

الہی مجھسے تو کہہ کیا تیرے چشمے سوکھہ گئے یا ہوا تیرے کہنے سے نکل گئی یا جو کچھہ تیرے
پاس تھا وہ تمام ہو چکا یا پانی کے خزانے سوکھہ گئے یا تو نے سخاوت سے ہاتھہ کھینچ لیا
اِس قدر بھی غصہ کس کام کا کہ جس سے تمام خلقت ہلاک ہوئی جاتی ہے آخر یہہ گنہگار
ہین تو کیا غفار نہین ہے اگر ایسے ہی گنہگارون پر خفگی تھی تو اپنا نام غفار کیون رکھا
تھا تو ہی کہتا ہے کہ مین نے گناہ کے پیدا کرنے سے پہلے رحمت کو پیدا کیا ہے اب
وہ رحمت تیری کہان گئی ہم کو تو یہہ حکم ہے کہ سب سے بہ نرمی و مہربانی پیش آؤ اور خود
اِس قدر غصہ ہے الہی مجھے یہہ بتلا دے کہ کیا کسی نے تجھہ کو رحمت سے روک لیا ہے
یا کسی نے تیرا ہاتھہ پکڑ لیا ہے کیا تجھے کسیکا خوف ہے یا تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو
کہ وقت گذر جائے اور مین اپنا بدلا گنہگارون سے نہ لے سکون ایسی بھی عقوبت مین تعجیل
کیا ہے الہی تو بڑا ہی بڑا ہی بڑون کو چھوٹون کی برائیون پر نظر نہ کرنی چاہیئے تو اپنی ذات
کے طرف دیکھہ اِن کم بخت گنہگارون بدبخت خطاکارون کی طرف خیال کرتا ہے
اگر اِنھون نے گناہ کئے تیرا کیا بگاڑا تیری خدائی مین اِن کے گناہ سے کچھہ خلل آگیا
تیری شان و شوکت اُن سے کچھہ گھٹ گئی الہی اب دیر نہ کر جلد پانی برسا دے نہین تو
اور کچھہ کہونگا برخ یہہ کہنے نہ پایا تھا کہ اِس زور سے پانی برسا کہ تمام بنی اسرئیل دنگ
ہو کر رہ گئے اور آدھے دن مین گھانس زمین پر جم آئی جب برخ نے اپنی آنکھہ سے
دیکھہ لیا کہ زمین سبز ہو گئی تب چلے اور کہا کہ ہان اب تم نے اپنے خدائی کیسا کام کیا

خدا کو ایسا ہی کرنا چاہئے یہہ کہکر برخ چل دیا حضرت موسیٰ اُسکے پاس آئے تو
حضرت موسیٰ سے کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم نے دیکھا کیسا لڑ جھگڑ کر ہم نے اپنے خدا
سے پانی برسا لیا دیکھو کیسا منصف خدا ہے قایل ہوگیا یہہ سُنکر حضرت موسیٰ کو
جلال آیا اور چاہا کہ اُسکو اِس بے ادبی اور گستاخی پر مارین خداوند تعالی نے حضرت
موسیٰ سے کہا کہ خبردار اے موسیٰ کیا کرتا ہے اِس بولانے کو جانے دے اِس کی
دیوانی باتون پر خیال نکر یہہ تو دن بھر مین کئی دفعہ مجہہ کو ہنسا دیا کرتا ہے تجھے
اپنے کام سے کام رکہنا تھا وہ ہوگیا تجہہ کو اسکی باتون سے کیا کام ہے یہہ اسرار ہین کہ جنکو
ہم جانتے ہیں یا ہمارے خاص بندے غیرون کو بیچ مین بولنے کی مجال نہین ہے۔

موسیا آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند
گر خطا گوید ورا خاطی مگو	چون بود پر خون شہیدان را مشو
خون شہیدان را ز آب اولیٰ تر است	این خطا از صد صواب اولیٰ تر است

اور حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ مین آگ لگی سب کے چھپر
جل گئے اُن چھپرون کے بیچ مین ایک شخص کا چھپر اُس مین سے رہ گیا حضرت ابو موسیٰ
نے جو امیر بصرہ کے تھے اُس شخص کو جس کا چھپر نہ جلا تھا بلا کر پوچھا کہ تیرا چھپر کیون
نہین جلا اُس نے جواب دیا کہ مین نے خدا کو قسم دے دی تھی کہ میرا چھپر نہ جلائیو
ابو موسیٰ نے فرمایا کہ سچ ہے مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے
تھے کہ میری اُمت مین ایسے لوگ ہونگے کہ جن کے سر گرد آلودہ اور کپڑے اُن کے

یہ میلے ہونگے جب خدا کو کسی بات پر قسم دلائینگے وہ مان لیگا اور لکھا ہے کہ ایک روز
ابو حفص چلے جاتے تھے راہ مین ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدحواس پھر رہا ہے پوچھا
کہ کیون اس طرح پھرتا ہے جواب دیا کہ میرا ایک گدھا تھا وہ جاتا رہا اور سوا اُسکے
میرے پاس دوسرا نہین ہے ابو حفص کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ الٰہی تیرے ہی
عزت کی مجھکو قسم ہے کہ ایک قدم آگے نہ چلونگا جب تک تو اسکا گدھا اسکو نہ دلادیگا
اُسی وقت اُس کا گدھا آگیا اور ابو حفص آگے چل دئیے پس یہہ حکایات اور مثل اسکے
اور بہت ہین جو کہ ارباب انس کہہ سکتے ہین اور سوا اُن کے اورون کو تشبہ حرام ہے
پس یہہ ناز و نیاز بعض بندون کو دیا جاتا ہے نہ سب کو حضرت موسی بھی ایک مرتبہ اُنس
کے مزہ مین آکر کہنے لگے (ان ہی الا فتنتک تضل بہا من تشاء و تہدی بہا من تشاء)
الٰہی یہہ سب تیرا فتنہ ہے جسکو چاہے تو گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت کرے
اور یہی کلام سوا موسی کے اگر اور کوئی کہے تو سوء ادب ہے۔

رضا کے معنے کا بیان

جاننا چاہیئے کہ اللہ کے قضا پر راضی ہونا محبت کے پھلون سے عمدہ پھل ہے اور
رضا اعلی ترین مقامات مقربین سے ہے اور اُس کی بزرگی آیات سے ثابت ہے
جیسا کہ فرماتا ہے (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) اور حدیث مین آیا ہے کہ ایک مرتبہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو جواب دیا
کہ مومن ہین آپ نے پوچھا کہ تمھارے ایمان کی کیا نشانی ہے جواب دیا کہ بلا پر صبر

کرتے ہیں نعمتوں پر شکر کرتے ہیں اُس کے قضا پر راضی ہیں حضرت نے فرمایا کہ قسم
ہے رب کعبہ کی تم ہی مومن ہو اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو شخص خدا کے تھوڑے رزق پر خدا سے راضی ہے خدا بھی اُس سے تھوڑی عمل پر راضی
ہو گا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تب ایک گروہ کو
میری اُمت سے اللہ جلشانہ پر عطا کریگا جس کے سبب سے وہ اپنے قبروں سے اُڑ کر جنت
کو چلے جاینگے وہیں سیر کرینگے اور جہاں چاہینگے سیر کرتے پھرینگے فرشتے اُن سے
پوچھینگے تمہارا حساب ہو چکا وہ کہینگے ہم حساب کچھہ نہیں جانتے تب فرشتے کہینگے
تم پل صراط سے اُتر آئے وہ جواب دینگے کہ ہم نے پل صراط کو دیکھا بھی نہیں تب وہ
کہینگے تم نے جہنم کو دیکھا وہ کہینگے ہم نے کچھہ نہیں دیکھا تب فرشتے کہینگے تم کس نبی
کی امت ہو وہ جواب دینگے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت سے ہیں تب فرشتے
کہینگے کہ ہم تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتے ہیں کہ ہم کو بتلا دو تم دنیا میں کیا کیا کرتے
تھے وہ جواب دینگے کہ ہم دو کام کرتے تھے جس نے ہم کو بفضل الہی اس رتبے پر
پہنچایا فرشتے کہینگے وہ دو کام کیا تھے وہ جواب دینگے کہ جب ہم تنہا ہوتے تھے
تو ہم خدا سے حیا کرتے تھے اور اُسکا گناہ نہ کرتے تھے اور جو کچھہ تھوڑا بہت
ہماری قسمت میں لکھہ دیا تھا اُسی پر ہم راضی رہتے تھے تب فرشتے کہینگے تمہارا ہی
حق تھا جو تمہارے ساتھہ کیا گیا حضرت موسی علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے
کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسی سے کہا کہ اے موسی اپنے پروردگار سے پوچھو کہ

کون سے کام ہم کرین جن سے وہ ہم سے راضی رہے تب حضرت موسی نے عرض کی کہ الہی تو نے سنا بنی اسرائیل یہ کہتے ہین جواب ہوا کہ اے موسی اُن سے کہہ دو کہ وہ مجھہ سے راضی رہین میں اُن سے راضی رہونگا اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون کہ کوئی معبود سوا میرے نہین ہے جو شخص میری بلاؤن پر صبر اور میری نعمتون پر شکر نہ کرے اور میری قضا پر راضی نہ رہے اُسکو چاہئے کہ سوا میرے دوسرا رب تلاش کرے اور اخبار مین آیا ہے کہ پچھلے انبیا مین سے ایک نبی نے اللہ جلشانہ سے بھوکھہ اور فقر اور کھٹمل کی شکایت دس برس تک کی خدا نے کچھہ جواب نہ دیا بعد دس برس کے وحی کی کہ ام الکتاب مین قبل پیدا کرنے آسمانون اور زمینون کے مین یہہ لکھہ چکا تھا اور تیرے لئے یہہ حکم ہو چکا تھا اب تو چاہتا ہے کہ تیرے لئے مین خلق دنیا کو بدل دون جو مین نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے اُسکو بدل دون کیا تیری خواہش کو اپنے خواہش پر مقدم کروں کیا وہی کرون جو تو چاہتا ہے قسم ہے مجھہ کو اپنے عزت و جلال کی کہ اگر اب ایک مرتبہ بھی کبھی یہہ خیال تیرے دل مین آیا تو دفتر نبوت سے تیرا نام نکال دونگا اور عبد العزیز ابن ابی رواد کہتے ہین کہ جو کی روٹی اور سرکہ کے کھانے سے کچھہ نہین ہوتا بال اور بالون کے پہننے سے کچھہ کام نہین نکلتا بڑے درجے کے لوگ وہ ہین جو اپنے خدا کی قضا پر راضی رہتے ہین ۔

رضا کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہئے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب کے افعال کو اچھا جانتا ہے

اور اُس کے سب کامون پر راضی رہتا ہے اور یہہ دو طرح سے ہوتا ہے ایک اِس طرح
کہ کسی درد کا دکھہ اُس کو معلوم ہی نہ ہو اور محبت کا غلبہ اُس درد کا اثر باطل کردے
مثلاً زخم لگے اور اُسکی تکلیف اُسکو نہ ہو اور یہہ کچھہ عجب نہین ہے اسلئے کہ دل اُسکا
محبت مین ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ ہرگز اُسکو ہوش نہین رہتا کہ کیا اُس پر ہو رہا ہے
اور جب کسی عاشق کو اُسکا محبوب کچھہ تکلیف دے تو وہ فعل محبوب سمجھہ کر اِس مین
ایک عجیب لذت پاتا ہے کہ جس کا بیان نہین ہو سکتا چنانچہ لکھا ہے کہ ایک عورت
کے پاؤن مین ٹھوکر لگی اُس کا ناخن ٹوٹ گیا وہ ہنسی لوگون نے پوچھا کہ کیا تجھے
اِسکا درد نہین ہوا جواب دیا کہ ثواب کی لذت نے میرے دل سے درد کی تکلیف
دور کردی حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ بیماری مین اپنی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے
پوچھا سبب اِسکا کیا ہے کہا کہ اے دوست محبوب کی مار بھی پیار ہے اور دوسری
وجہ یہہ ہے کہ تکلیف کا درد تو ہو لیکن اُس پر راضی رہے اگرچہ بمقتضائے طبیعت
اُسکو بُرا سمجھے لیکن بمقتضائے محبت اُسکو اچھا جانے جس طرح پر انسان فصد کو بُرا
جانتا ہے مگر صحت کے لئے بمقتضائے عقل اُسکو اچھا سمجھتا ہے تاجر بامید
منفعت سفر کی مشقت کو قبول کرتا ہے اِسی طرح پر جو شخص اللہ جلشانہ سے محبت
رکھتا ہے وہ اُسکے سب بلاؤن کو اچھا جانتا ہے اور اُس پر راضی رہتا ہے اور
اُسکے ثواب کی اُمید اُس تکلیف کو راحت کر دیتی ہے اور اُس بلا پر شاکر رہتا ہے
یہہ حال اُس کا ہے جو ثواب اور احسان اور نعمتون پر لحاظ رکھتا ہے اور اُس سے بڑھکر

درجے مین وہ شخص ہے جو سوائے محبوب کے نعمت اور ثواب کا خیال نہین رکھتا صرف محبوب کو اپنا مطلوب جانتا ہے اگر ہزار نعمتین دے یا ہزار مصیبتین دونونکو برابر جانتا ہے اور محبت اسکی ایکسان رہتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال مین لکہا ہے۔

حکایت

اللہ جلشانہٗ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مال اور مویشی بہت دئے اور وہ شب و روز اُسکا شکر کیا کرتے تھے اور اُسکی عبادت مین شب روز بسر کرتے فرشتون نے یہہ حال دیکھکر خیال کیا

کین ہمہ جد و جہد و مبد سش — نیست جز در مقابل نعمش
عشق نعمت ز دست رہ بروی — عشق منعم نہ برد سوئیش پے
نیست از عشق ذات شیدائی — عشق فعل است دان نہ اسمائی

اللہ جلشانہٗ نے ملائکہ کے اِس گمان پر آگاہ ہو کر چاہا کہ اپنے خلیل ابراہیم کو اِس الزام سے پاک کرے اور ملائکہ پر ثابت کر دے کہ یہہ عاشق ذات ہے نہ عاشق نعمت اِسلئے ملائکہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور امتحان لو چنانچہ ملائکہ نے یہہ سُنکر۔

خلعت از صورت بشر کردند — سبحہ گویان برو گذر کردند
بانگ تسبیح و نعرۂ تہلیل — بر گرفتند در جوار خلیل
زان نوای صدای جان افزا — عقل و ہوش خلیل رفت از جا
نام جانان شنید و جان افشاند — آستین بر ہمہ جہان افشاند

ای خوش آن نغمهای درد آمیز — که بود ذوق بخش و شور انگیز
بر کنند عقل را ز بیخ و ز بن — نو کنند درد رونق عشق کهن
چون شد از آن گروه سبحه سرا — خامش از سبحه های هوش ربا
با خود آمد خلیل و داد آواز — کین نوا را ز سر کنید آغاز
جان من از سماع نا شده سیر — بر خموشی چرا شدید دلیر
حالت صوفیان نه گشته تمام — بر مغنی بود سکوت حرام
نیست در مذهب مسلمانی — جز با تمام ذبح قربانی
قدسیان کو هر ادب سفتند — در جواب خلیل حق گفتند
تا کی این ذکر رایگان گوییم — کار کردیم مزد آن جوییم
زانچه دارم ز مال گفت عقار — می کنم بر شما دو دانگ نثار
بار دیگر کنید بهر خدا — این نوای طرب فزای ادا
به بیان بلیغ و لفظ فصیح — بر گرفتند قدسیان تسبیح
بانگ قدوس نعره سبوح — شد براهیم را مهیج روح
دل و جانش در اهتزاز آمد — وجد حال گذشته باز آمد
قدسیان باز لب فرو بستند — زان صدای خموش بنشستند
بانگ برداشت آن ستوده سیر — که فدا می کنم دو دانگ دگر
سبحه خوانان مزد جوی شدند — مزد دیدند و سبحه گوی شدند

های هوی فگند در ملکوت / ذکر ذو الکبریا و الجبروت

چون دگر بار زمرهٔ ملکوت / بر لب خود زدند مهر سکوت

نالهٔ شوق برگرفت خلیل / کانچه دارم من از کثیر و قلیل

جمله را می کنم فدای شما / تا ز هم بگسلد ندای شما

منش شنید زین سرود خموش / که شدم در سماع آن همه گوش

باز آغاز آن ندا کردند / ورد تسبیح خود ادا کردند

شد خلیل از نوای ایشان مست / داد یکبارگی عنان از دست

هرچه بودش ز ملک و مال پسند / جمله در پای مطربان افگند

ز آتش امتحان چو ابراهیم / خالص آمد چو زر ناب سلیم

قدسیان پیش او شدند عیان / که رسولیم از خدای جهان

آدمی نیستیم ما ملکیم / نقد پنهانی ترا محکیم

آمده بهر امتحان توایم / ناقد مخزن نهان توایم

لله الحمد کامدی به شمار / چون زر ده دهی تمام عیار

تو خلیلی و در تو عشق خدا / متحلل شده ز سر تا پا

چون دلت از خدای نشکیبد / تاج خلت ترا همی زیبد

بشیر ابن حارث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کے محلے میں
ایک شخص کو ہزار کوڑے مارے گئے وہ کچھ نہ بولا پھر اُس کو جیل خانے کو لے چلے

مین بھی اسکے پیچھے پیچھے ہولیا موقع پاکر مین نے اُس سے پوچھا کہ کس جرم مین
تم کو یہہ سزادی گئی جواب دیا بجرم عشق مین نے پوچھا اس قدر مار کھا کر تم
چُپ کیون رہے جواب دیا کہ معشوق مجھے دیکھہ رہا تھا یہہ سُنکر مین نے کہا کہ
دنیا کے معشوقون سے تو نے اس قدر عشق کیا معشوق اکبر کے طرف تو نے اپنا
دل کیون نہ لگایا یہہ سُنکر اُس نے ایک نعرہ مارا اور مر گیا

حکایت

بشیر ابن حارث کہتے ہین کہ مین ایک جزیرہ کو گیا وہان مین نے ایک آدمی کو دیکھا اندھا
کوڑھی مجنون جسکو مرگی آتی تھی کہ وہ پڑا ہوا تھا اور چینٹیان اُسکا گوشت کھا رہے
تھین مجھہ کو رحم آیا مین نے اُسکا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور اُس سے پوچھا کہ یہہ حالت
تیری کس سبب سے ہے بعد دیر کے اُسکو افاقہ ہوا میری باتین سُنکر کہنے لگا کہ یہہ فضولی
کون ہے میرے اور میرے پروردگار کے بیچ مین کیون دخل دیتا ہے میرا محبوب مجھے
مارتا ہے مین اُسکو سمجھتا ہون اگر وہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کردے تو کیا اُس کی محبت
میرے دل سے جاتی رہیگی جتنا چاہے ستالے روز بروز میری محبت اُس سے بڑھتی جائیگی

حکایت

سعید ابن احمد کہتے ہین کہ مین نے بصرہ مین ایک جوان کو دیکھا کہ اُسکے ہاتھہ مین چھری ہے
اور تماشائی لوگ اُسکو گھیرے ہوئے ہین اور وہ چلا چلا کر یہہ کہہ رہا ہے شعر

یوم الفراق من القیمۃ اطول	والموت من الم الفراق اجمل

کہ فراق کا دن قیامت سے بھی بڑا ہے اور موت جدائی سے بہتر ہے یہہ کہتے ہوئے اپنے
پیشانی پر چھری ماری اور مرگیا مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہہ کون تھا اور اسکا حال کیا
تھا لوگون نے کہا کہ یہہ ایک شخص کو چاہتا تھا کہ محبوب اسکا آج اسکو نہ ملا ایک دن
کی جدائی کا بھی صدمہ نہ اُٹھا سکا۔

یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت یونس علیہ السلام نے حضرت جبریل سے کہا کہ مجھے کسی
خاص بندے کو اللہ کے دکھلا دو حضرت جبریل نے اُن کو ایک شخص کا نشان دیا وہان
جاکر حضرت یونس نے اسکو دیکھا کہ جذام سے ہاتھہ پاؤن اُسکے بالکل گر گئے ہین اور
آنکھون سے بھی اندھا اور کانون سے بہرا ہو رہا ہے اور یہہ کہہ رہا ہے کہ الٰہی جو کچھہ تونے
دیا تھا سو لیا جو تونے چاہا وہ مجھسے لے لیا مجھکو کسی چیز کے جانیکا کچھہ غم نہین اسلئے
کہ تونے اپنی محبت میرے دل سے نہین لی اگر تو ہے تو پھر کسی چیز کا غم نہین ہے۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُن کا گذر ایک آدمی پر ہوا جو کہ اندھا اور
اپاہج اور مفلوج تھا بالکل بدن اُسکا جذام سے سڑ گیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ الٰہی
ہزار ہزار شکر ہے کہ تونے مجھکو اُس بلا سے بچا لیا کہ جس مین اور تیری خلقت مبتلا
ہے حضرت عیسیٰ نے کہا کیا خوب کچھہ اور بھی بلا باقی ہے کہ جس سے تو بچا ہوا ہے اُس
نے کہا کہ یا روح اللہ آپ نہین جانتے کہ اصل بلا یہہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنی معرفت
دل سے اُٹھا لے وہ اُس نے میرے دل سے نہین اُٹھائی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ

تو سچ کہتا ہے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھا اُس نے ہاتھ بڑھایا حضرت عیسی نے اپنا ہاتھ اُسکے بدن پر پھیرا سب بیماریاں جاتی رہیں اور وہ نہایت خوشرو خوبصورت جوان ہوگیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ ہولیا اور ہمیشہ حضرت عیسی علیہ السلام کی صحبت میں رہکر عبادت کیا کرتا تھا۔

حکایت

حضرت شبلی جب جہل خانے میں قید تھے اُس وقت اُنکے پاس ایک مرتبہ کچھہ لوگ گئے حضرت شبلی نے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم تمھارے دوست ہیں حضرت شبلی نے کہا کہ اچھا آگے آؤ جب وہ آگے بڑھے حضرت شبلی نے پتھر ان سے مارنا شروع کیا سب بھاگ گئے حضرت شبلی نے پکار کر کہا کہ اے جھوٹھو جھوٹ کے مارے بھاگ گئے ہو اگر تم میرے محب ہوتے تو میری بلاؤں پر صبر کرتے غرضکہ اِن حکایات سے اہل معرفت جان سکتے ہیں کہ رضا بہت بڑا مقام مقامات اہل دین سے ہے اور یہی اہل محبت کو سب چیزوں سے زیادہ تر لذیذ ہے جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا دعوی کرے اور پھر اسکی بلاؤں پر راضی نہ رہے وہ جھوٹھا ہے

بیان اسکا کہ دعا منافی رضا نہیں ہے

اگر کوئی پوچھے کہ رضا بقضاء اللہ اعلی ترین مقامات ہے تو انبیا نے جب اُن کو کسی قسم کی تکلیف پہنچی ہے کیوں دعا کی ہے حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جن سے بڑھکر کسی کو درجہ محبت اور مرتبہ رضا نہیں دیا گیا خود دعا کی ہے بلکہ اللہ

جلشانہ خود اپنے بندون کی تعریف کرتا ہے کہ یدعوننا کہ ہم سے دعا کرتے ہین جواب اُسکا یہہ ہے کہ دعا بھی اظہار احتیاج اپنے ہی محبوب سے ہے اسلئے وہ منافی رضا نہین اور دعا مین لطف مناجات ہے کہ جس کے سبب سے اولیاء اللہ دعا کرتے ہین اور اس مین اظہار جلال اور قدرت اللہ جلشانہ کا ہوتا ہے اور اس حیلے سے اللہ جلشانہ سے باتین کرنیکا موقع ملتا ہے اور سوائے اسکے اور کوئی غرض دنیا سے نہین ہے کہ خود اللہ جلشانہ دعا کرنے کا حکم دیتا ہے کہ مجھسے مانگو پس اگر دعا نہ کرین تو استغنا اور بے پروائی معلوم ہو اور اللہ جلشانہ دعا کرنے والون سے بہت خوش ہوتا ہے

من ہمیدانم کہ میخواہد دلش ... تا بود غوغا بہ گرد منزلش
میکنم چندان فغان در حضرتش ... تا فزود آید ز بالا رحمتش
چیست ادعونی کدامست اسلو ... گر نمی خواہد گدایان را غلو
آہ و گریہ بر درش چندان کنم ... تا بہ خود آن غنچہ را خندان کنم
ای اخی دست از دعا کردن مدار ... با قبول و بارد آنت چہ کار

شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے ہین کہ دعا کرنیوالے کو چاہئے کہ دعا مین ذوق اور فرحت اُسکو مناجات سے ہو اور یہہ سمجھے کہ یہہ ذریعہ محبوب کے یاد کا ہے اور قضاء حاجت اور حصول مطلب پر کچھہ التفات نہ کرے جس قدر دیر اجابت مین ہو اُتنا ہی شوق زیادہ ہو اور سمجھے کہ ہم مقبولان بارگاہ آلہی سے ہین اور مناجات کا ذریعہ اور باتون کا وسیلہ ابھی باقی ہے ایسے ہی دعا کرنیوالون کی شان مین مولانا کہتے ہین —

دل ز حرص مدعا خالی شده	ذوق عجز و بندگی حالی شده
گر اجابت کردشان فهو المراد	ورنه با دیدار نقد آیند کشاد
هیچ نبود از دعا مطلوب شان	جز سخن کردن بان شیرین زبان
ور کند رد لذت آن بیشتر	بهر تقریب سخن بار دگر

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرماتے ہین کہ ہرگز یہ نہ کہنا چاہیئے کہ مین خدا سے سوال نہین کرتا ہون بلکہ ہمیشہ اُس سے سوال کرنا چاہیئے اِسلئے کہ وہ خود فرماتا ہے (ادعونی استجب لکم) پس سوال اظہار اپنے عبودیت کا اور اقرار خدا کی الوہیت کا ہی بندہ کا کام ہے کہ آقا سے مانگتا رہے۔

عاشقون کی حکایتین

کسی نے ایک عاشق سے پوچھا کہ تم عاشق ہو جواب دیا نہین ہم معشوق ہین عاشق ہمیشہ دکھہ مین رہتا ہے اور ہم ہمیشہ عیش مین ہین پھر اُس سے پوچھا کہ ہم سُنتے ہین کہ منجملہ چالیس ابدال کے ایک تو بھی ہے اُس نے کہا نہین وہ سب چالیس مین ھی ہون پھر اُس سے پوچھا کہ ہم سُنتے ہین کہ تو حضرت خضر علیہ السلام سے ملتا ہے وہ مسکرایا اور کہنے لگا مین اُن کا مشتاق نہین ہون وہی میرے مشتاق رہتے ہین وے مجھسے ملنا چاہتے ہین اور مین اُن سے چھپتا پھرتا ہون۔

حکایت

حضرت یحییٰ بن معاذ نے حضرت بایزید بسطامی کو بعد نماز عشا کے دیکھا کہ صبح

مسجد مین رہے پھر اُٹھے اور یہہ کہنے لگے کہ الہی بعضون نے تجھے چاہا تونے اُن کو
پانی پر چلنے اور ہوا پر اُڑنے کی طاقت دی اور وہ اس پر راضی ہوگئے اور
بعضون نے تجھہ کو چاہا تونے اُن کو طے ارض کی طاقت دی اور وہ اس پر
راضی ہوگئے بعضون نے تجھکو چاہا تونے اُن کو تمام زمین کے خزانے دے
دیئے اور وہ اس پر راضی ہوگئے اور مین پناہ مانگتا ہون ان سب چیزون
سے اور کچھہ نہین چاہتا یہہ کہکر وہ میرے طرف متوجہ ہوئے مجھسے پوچھا کہ
تو کس وقت سے یہان ہے مین نے کہا کہ بہت دیر ہوئی یہہ سُنکر چپ ہوئے
مین نے عرض کی کہ یا حضرت مجھہ سے کچھہ باتین کیجیئے تب کہا کہ اچھا
جو تیرے لایق ہے وہ تجھسے کہتا ہون سُن کہ مجھکو اللہ جلشانہ سب سے نیچے
کے آسمان مین لے گیا اور تمام ملکوت سفلی مین مجھہ کو پھرایا اور سب زمینین
اور جو کچھہ تحت الثری تک ہے دکھلایا پھر مجھہ کو سب سے اوپر والے آسمان
پہ لے گیا وہان سب آسمانون کی سیر کرائی اور جنت سے لیکر عرش تک
سب کچھہ دکھلایا پھر اپنے سامھنے کھڑا کرکے فرمایا کہ مانگ جو کچھہ مانگنا ہو مین
نے کہا کہ الہی سوا تیرے مجھے کوئی چیز اچھی نہین معلوم ہوئی پس تجھسے مین تجھی کو
مانگتا ہون تب خداوند عالم نے فرمایا کہ (انت عبدی حقا) مین تجھکو دونگا جو تو چاہیگا

حکایت

حضرت شبلی کے حال مین لکھا ہے کہ ابتدای عشق مین اُن کا یہہ حال تھا کہ جس کسی

شخص کے منھہ سے خدا کا نام نکلتا وہ کہتے کہ اِس کا منھہ شکر سے بھر دینا چاہئے اور
لڑکون کو شکر بانٹتے اور اُن سے اللہ اللہ کہلاتے اخیر پر یہہ حال ہو گیا کہ جو کوئی
خدا کا نام اُن کے سامنے لیتا وہ چاہتے کہ اسکا سر بدن سے جدا کر دیجیئے لوگون
نے اِسکا سبب پوچھا جواب دیا کہ مین نہین چاہتا کہ کوئی غیر غفلت سے میرے
محبوب کا نام زبان پر لاوے اور پھر یہہ حال اُن کا ہو گیا کہ غلبۂ اشتیاق مین
اُنھون نے اپنے آپ کو دجلہ مین گرا دیا تاکہ ڈوب جاوین موج نے اُنکو کنارے
پر لا ڈالا تب اُنھون نے اپنے آپ کو آگ مین ڈالا کچھہ اثر نہ ہوا ہر چند اُنھون
نے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہا کچھہ فایدہ نہ ہوا اور بیقراری اُنکی زیادہ ہوئی
تب یہہ کہکر چلانے لگے کہ (ویل لمن لا یقتلہ النار والماء والسباع والجبال)
کہ افسوس ہے اُسپر جسکو نہ آگ ہلاک کر سکے نہ پانی نہ درندہ نہ پہاڑ آواز
آئی کہ (من کان مقتول الحق لا یقتلہ غیرہ) کہ جو کوئی خدا کا مارا ہوا ہے اُسکو
کوئی نہین مار سکتا پھر ایسے دیوانے ہو گئے کہ چند مرتبہ اُنکو قید کیا زنجیرین پھنائین
کسی طرح پر چین نہ پڑا اور روز بروز دیوانگی اُنکی زیادہ ہوتی گئی۔

حکایت

اُنھین کے حال مین لکھا ہے کہ ایک روز ہاتھہ مین آگ لیکر چلے اور کہنے لگے کہ
کعبہ کو جاتا ہون کہ اِس آگ سے اُسکو جلا دون تاکہ سب خلایق خدا کی
کی طرف متوجہ ہون اور ایک روز ایک لکڑی کے دونون سرون پر آگ لگا کر

پ چلے اور کہنے لگے کہ مین جاتا ہون بہشت و دوزخ دونون کو جلا دون تاکہ خلایق عبادت بے سبب کرین

حکایت

اُنھین کے حال مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند شبانہ روز ایک درخت پر رقص کرتے رہے اور کہتے تھے ہُو ہُو لوگون نے پوچھا یہہ کیا حال ہے کہا ایک فاختہ اِس درخت پر بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کو کو مین جواب دے رہا ہون ہُو ہُو کہ تو کہان کہان ڈھونڈھتی ہے وہ تو ہر جگہہ موجود ہے۔

حکایت

اُنھین کے حال مین لکھا ہے کہ ایک روز ایک جنازہ کو دیکھا کہ جسکے پیچھے ایک شخص روتا ہوا یہہ کہتا چلا جاتا ہے (آہ من فراق الولد) شبلی بھی اُسکے پیچھے ہو لئے اور یہہ کہکر چلانے لگے (آہ من فراق الاحد)۔

حکایت

اُنھین کے حال مین لکھا ہے کہ جب وہ مر گئے تو کسینے اُن کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ کہو منکر نکیر سے کیسی گذری جواب دیا کہ جب مین قبر مین رکھا گیا وہ آئے اور مجھہ سے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے مین نے جواب دیا کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ جس نے تم کو اور سب فرشتون کو حکم کیا کہ ہمارے باپ یعنے آدم کو سجدہ کرو اور ہم اپنے باپ کے پشت مین تھے اور تمھارا حال دیکھ رہے تھے یہہ سُنکر منکر نکیر

کہنے لگے یہہ تو سب اولاد آدم کی طرف سے جواب دیتا ہے اور یہہ کہکر چلے گئے

حکایت

حضرت رابعہ بصری کے حال مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حج کو چلین جنگل مین کعبہ کو دیکھا کہ اُنکے استقبال کے لئے آیا حضرت رابعہ نے کہا کہ مرا رب البیت می باید بیت را چہ کنم کہان ہے وہ جسنے فرمایا ہے (من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا) کہ جو میری طرف ایک بالشت چلے مین اُس کے طرف گز بھر چلون فقط الحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ والسّلام علی سید الانام۔

تمام شد

تقریظ

ریختهٔ کلک عنبرین سلک فاضل لوذعی فاضل المعی صراف خزینهٔ معقول و منقول گنجور گنجینه
فروع و اصول ناظم شعری شعار ناثر نثره نثار فرهیده فرهنگ یگانه با دانش و هنگ
جناب نجابت مآب مولوی محمد مجیب الله صاحب وکیل درجهٔ اول لکهنوی زاده مجده

و هو هذا

عنوان سخن و توقیع این فرمان فرمای نظم و نثر بر روانهای آفریدگان روان است و برنگ خون
در رگهای سخن بربندان روان - همین سخن است که قطره را آغوش دریا آشنایی بخشود -
سنگریزه را نیروی آفتاب کشی ارزانی فرمود - مردگان را زندگانی جاوید داده است او
د بوسیده استخوان ها را قالب حیات فرستاده او - اگر لیلای از محملی یا سلمای از ناقه
سر برکند - او انشاس لشگفت ماند - که این یادر و یوسپید است یا خواهر ناهید - که از
سم توسنان و نعل سمندان گرد بر شده را به قدرت ابداعی از چار عنصر سرشته - استخوان ها را
پیوند داده روانی از دمیده بکالبدی دگر آورد - لیلایش نام نهاد - یا به سلمائیش
بلند آوازگی داد - حقا که صریر خامهٔ عیسوی هنگامهٔ فرزانه روزگار سر آمد انشوران دوران
ثانی بسمارک مولانای ارفع و اشرف المخاطب نواب محسن الدوله محسن الملک بهادر که
یزدان بهر نگارش یاد رویا و برجنبش موج باد شمال است - که هم دریا نوش است
و هم گوهر بار - هم سحاب است و هم قلزم ذخار - کلکش مهر است و گفتش لعل بدخشان - طبعش سحر و گفتارش
موج عمان - کتابی در معرفت موسوم به عشق محبت تشنه - که در هر قطره اش هزار دریای معرفت نهفته

و در ہر گوشه اش صد روح مُردگان خفته - ہر لفظش عنبر فروش - ہر سطرش گوہر ریز کشش کلکش مستان را نغمۂ چنگ است - و ناله زنگ - نامی ہندی است - و بلبل سعدی - عروسی است یا طاؤسی - ہر بیت یا خرام کبک دری - نخل نسترن است یا دامن یاسمن - مستانند بستان چون ہزاردستان - یا رہنمائند بر مستان در شبستان - ہر بیت خُردہ گیران ہر الفش سیلی چوبست - و ہر فرق مینان ہر نقطه اش کلوخ کوب - یارب تا گل بالد بلبل نالد چون شمع بقا روشن باد و باعث بخاطر تیرہ دلان روشنی باش و بفراختای خاطر روشن روانان روشنی فزا

تقریظ ریختہ

خامہ اعجاز ہنگامہ اوستاد الشعرا ابلغ البلغا نقاب دفینہ خاقانی و انوری صراف گنجینہ فرخی و عنصری ثانی بیہ ... فرزدق ثالث لبید و عمق ملک الشعرا ابو القاسم مولوی محمد فضل رب صاحب عرشی شاعر دربار حضور نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ اللہ اللہ قبلہ گاہ اہل کمال فرزانہ روشن گہر اکبر رمز گجوی و نامجوی فرہنگ مجسم ادراک متشکل نواب محسن الملک بہادر - اور ادس سحر زبان جادو بیان کی یہ تصنیف لطیف وہ کان جواہر یہ جواہرات کانی - وہ مہر عالم افروز - یہ یواقیت بدخشانی - وہ سراپا فرہنگ وجود - یہ ادسی وجود باجود کا نمود - وہ راہبر احرار - یہ چراغ بزم ابرار

وہ عزیز مصر معانی - یہہ اوکش یوسف کنعانی - وہ مرجع اہل نیاز - یہہ مدار سوز وساز
وہ امیدگاہ اعاظم امرا - یہہ تماشاگاہ اکابر عرفا - وہ بلاغت وطلاقت کا منبع
یہہ فصاحت وعذوبت کا چشمہ - وہ معارف کی کان - یہہ اہل عرفان کی جان
جو کتاب لکھی - لاجواب لکھی - طبیعت اسکی ہے کہ سیل ہے یا دریا - خبرت ہے کہ
نیر ہے یا ید بیضا - جو تصنیف ہے وہ دلنشین - جو گفتار ہے وہ شیرین - شیرین
ایسے کہ جسکی تمنا ہی ہزار فرہاد - واہ رے اوستاد جسکے شاگرد ہزار اوستاد -
فرہاد جو ہی شیر لایا - اسکی تیشہ اندیشہ نے چشمہ انگبین بہایا - وہ کہین لایا - یہہ کہین لایا
لیا دلاویز بیان و دلکش تحریر ہے - شستہ زبان رفتہ تقریر ہے - کہین عشق ومحبت
کی حکایت ہے - کہین تسلیم ورضا کی روایت ہے - کہین بیان خود پرستی - کہین
ذکر مستی - غضب کی تلاش - آفت کی تراش خراش - دلگداز فسانہ دلکش ترانہ
اگر کسی نے کسی مین یہہ اداے ہوش ربا دیکھی ہو تو دکھا دے - یہہ انداز حوصلہ فرسا
اگر کسی مین ہو تو بتا دے - عذوبت نطق سلاست بیان - قدرت طبع طلاقت
لسان جسکا جوہر ازل آورد ہے اوسکی ثنا - اور عرشی ہیچمدان کے زبان پر وہ ذکر ہا
غلغل وہندوستان کی حکایت - آب بہادن کوفتن و باد بیختن سبق کی روایت
غفل وہان ہے - وہ گرانمایگی کی شان - اور والا شانی کا نشان ہے - کیا میری
زبان کیا میرا بیان - مین زمین وہ آسمان - وہ آسمان مین ریسمان - یہہ افکار انسانی
ہین - یا الہام ربانی - کتاب ہے یا نقطہ انتخاب معرفت کا گچھہ ہے یا حقیقت

کادریا - حق تو یون ہے - کہ وہ موسی ہے اور خامہ عنبرین اوسکا عصاے موسی اور یہہ کتاب ہے بیضا ید بیضا - خدا جہان آفرین مصنف آور مُقرض - جامع اور طابع ان چارون کا ناصر ومعین - مراد بخش وکامروا رہے - اور اس تالیف انیف کو مقبول طبایع عالمیان کرے آمین یا رب العالمین - قطعہ تاریخ لکاتبہ سلمہ

وہو ہذا

صدای شہپر مُرغ کمال محسن ملک | کہ رفتہ است زبنگالہ تا عراق وحجاز
جناح ہمت مرغان ہم صفیرش را | شکستہ غلغلہ قدرتش پر پرواز
فراز سطح خاک فرود کاخ برین | نہ در کمال عدیلش نہ در خرد انباز
تہی زجہل ضمیرش چو کیسہ عرشی | پر از صواب خیالش چو جیب شاہد باز
کتاب عشق ومحبت کہ در دو ساعت | بخشت خامہ معجز نگار سحر طراز
باہل ظاہر وباطن دران رقم فرمود | حکایتی ز حقیقت روایتی ز مجاز
ز رازہای نہان خامہ اش نشیدی کرد | گہی ز سیر وسلوک گہی ز سوز وگداز

بہر م فکر چو آمد خیال تاریخش
بخشت خامہ عرشی چراغ اہل نیاز
۱۳۰۸

فقط